رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ... الا اکیلا اخبار

یھدی اللّٰہ لنورہ من یشاء

نور

قادیان دارالامان

۱۹۲۸ء

جلد ۱۹

نمبر ۱۶ و ۱۷

۱۔ اسلام کی ... کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب ... کو ظاہر کرنا۔
۲۔ سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔
۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات کو مستحکم کرنا۔

بط
چندہ سالانہ عوام سے تین روپے (عے)
" ششماہی " ایک روپیہ بارہ آنے (عہ/۱۲)
" سالانہ سرپرستوں سے دس روپے (عـــ)
" امراء سے پانچ روپے (ــہ)
" ممالک غیر سے ۸ شلنگ

دوستوں کی رگ حمیت جوش میں

آخر دوستوں نے اس بات کو محسوس کر لیا۔ کہ اس پُر آشوب زمانہ میں جبکہ اغیار نہایت بے دردی کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ نور ایسے مجاہد اور غازی پرچہ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا اکیلا ذریعہ ہے کو ضرور جاری رہنا چاہیئے۔ ایک معزز و مکرم دوست جنہوں نے اپنے نام کے اظہار سے قطعی منع فرمایا ہے۔ نور کے لئے کم از کم بیس خریدار دینے کا وعدہ فرماتے اور ارشاد کرتے ہیں۔ کہ علاوہ ازیں ایک سال تک ہر ماہ میرے نام ۲ روپے کا وی پی کر دیا کریں۔ خداوند تعالےٰ آپ کو حسنات دارین سے مالا مال فرمائے۔

جناب چودھری حیات محمد صاحب۔ ایس۔ ڈی۔ او لکھتے ہیں۔ کہ مکرم جناب ایڈیٹر صاحب۔ سلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔ میں نے آپ کو ایک خط کے ذریعہ عرض کیا تھا۔ کہ اگر آپ نور کو جاری رکھیں گے۔ تو ایک سال کے اندر اندر بارہ خریدار آپ کو دوں گا۔ یا بارہ خریداروں کی قیمت بہ اقساط خود ادا کر دوں گا۔ آپ کے خط سے معلوم ہوا۔ کہ آپ نے وی۔ پی بھیجا تھا۔ جو واپس چلا گیا۔ جس کے واسطے میں معافی کا خواستگار ہوں۔ گو میرا اس میں کچھ بھی قصور نہیں۔ کیونکہ میں رخصت پر اپنے گھر چلا گیا تھا۔ وی پی میرے پیچھے ہی آیا۔ اور چلا گیا۔ اب چونکہ دوسرے ماہ کی قسط بھی واجب الادا ہے۔ اس لئے میں آج مبلغ چھ روپیہ کا منی آرڈر آپ کو بھیج رہا ہوں۔ اس طرح سے دو خریدار کی قیمت آپ کو ادا ہو جاویگی۔ تیسری قسط کی وصولی کے واسطے یا تو آپ وی۔ پی بھیجدیں۔ یا پھر میں ہی بذریعہ منی آرڈر بھیج دوں گا۔ براہ مہربانی ایک پرچہ . . . . . . کے نام پر جاری کر دیویں۔

جناب بابو غلام محی الدین صاحب سب پوسٹ ماسٹر لکھتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ صاحب سلمہ اللّٰہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔ حضور نے میرا ذکر اخبار نور سورخہ ۱۷ ۶/۲۸ میں فرمایا۔ دل چاہتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ مجھے توفیق دے۔ تو اس اخبار کی بہت سی خدمت بجا لاؤں۔ میں نے اعلیٰ حضرت خلیفہ اوّل کے عہد میں چند ماہ آپ کے نور کے سٹاف میں بطور محرری کے کام کیا تھا۔ وہ خدمت مبارک ثابت ہوئی۔ اسی خدمت کی برکت ہے۔ کہ آج بندہ کی تنخواہ مبلغ ۷۰ ہے۔ محکمہ ڈاک کی طرف سے بندہ کو تین تمغے عطا ہوئے ہیں۔ جو کہ وزیرستان میں رہ کر چار سالہ خدمات جنگ کا صلہ ہیں۔ یہ آپ کی شاگردی کا مبارک نتیجہ ہے۔

پچھلے سال خاکسار نے حضرت بابا نانک صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ کے چلہ بمقام خانقاہ مبارکہ روضہ شاہ شمس تبریز رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ کا ذکر کیا تھا۔ جو کہ آپ نے اخبار نور میں درج فرمایا۔ میں نے ملتان میں جا کر چلہ کی زیارت کی۔ حضرت شاہ شمس تبریز رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ کے قدموں کی طرف دیوار کی پشت پر ولی اللّٰہ حضرت باوا نانک صاحب رحمۃ اللّٰہ کے دست مبارک کا یا اللّٰہ لکھا ہوا دیر تک دیکھتا رہا۔ اور چند گھنٹے حضرت نانک صاحب کی نشست غلام گردش پر بیٹھ کر درود شریف۔ سورہ فاتحہ لاحول اور استغفار پڑھتا رہا۔ اور اخبار نور محمدی یعنی نور اخبار قادیان کے حق میں دعا کرتا رہا۔ کیتے نور محمدی کیتے نبی رسول۔ نانک قدرت دیکھ کر خودی گئی بھول) پر غور کیا گیا۔ نبی رسول کا مرکز قادیان شریف بھی ہے۔ اور لفظ نور سے اخبار نور کی بھی تعبیر ہے + آج سے چار صد سال پیشتر اخبار نور کی تعریف حضرت نانک صاحب رحمۃ اللّٰہ فرماتے ہیں۔ کہ خودی کو چھوڑ کر نور اخبار کی خدمت کرے۔ تو خدا تعالےٰ کی قدرت کا جلوہ دیکھے۔ خانقاہ کے ملحق ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ جہاں بحالت چلہ حضرت نانک صاحب رحمۃ اللّٰہ پانچ وقت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

بندہ آپ کا غلام سرسہ بھی گیا تھا۔ بحوالہ کتاب ست بچن حضرت بابا نانک صاحب کے مکان (جس میں بیٹھ کر آپ نے چلہ چالیس روز تک کیا) کی زیارت کی۔ مجاوروں نے ذکر کیا۔ کہ چلہ ختم کرنے پر گرو نانک یہیں سے سیدھے حج کو تشریف لے گئے۔ حضرت شاہ عبدالشکور کے روضے کے

KHILAFAT LIBRARY

KHILAFAT LIBRARY

کے نزدیک ہی مسجد بھی ہے۔ وہاں نانک صاحب پانچوقت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ آپ ایک سال کے لئے اخبار نور بنام سجادہ نشین روضہ مبارکہ شاہ عبد الشکور رحمۃ بمقام سرسہ جاری فرماویں۔ اور قیمت مجھ سے وصول فرمادیں۔ تاکہ اخبار نور کا جلوہ روضہ سرسہ میں بھی ظہور پذیر ہو۔ بندہ خاص باشندہ ڈیرہ بابا نانک کا ہے۔ وہاں چولہ صاحب ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام اس پر لکھا ہوا ہے۔ جو ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ کو اسلام سے بے حد محبت تھی۔ لہٰذا مہنت صاحب چولہ صاحب ڈیرہ نانک کے نام جاری کروانا اخبار نور کا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ نور کے کارناموں کا ان لوگوں کو بھی علم ہوتا رہے۔ اور ایسا ہی مہنت صاحب گورہر سرائے ضلع فیروزپور کے نام بھی اخبار جاری فرماویں۔ کہ وہاں حضرت نانک صاحب کا قرآن شریف بطور مسلمان ہونے کے گواہ ہے۔ جس کی گرو جی تلاوت فرمایا کرتے۔ سجادہ نشین صاحب پاک پٹن خانقاہ مبارکہ حضرت فرید الدین شکر گنج۔ سجادہ نشین صاحب روضہ مبارکہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی بمقام اجمیر کے نام بھی اخبار نور جاری فرماویں۔ کیونکہ پاک پٹن اور اجمیر کے روضوں پر بیٹھ کر بھی چلے کشیاں فرماتے رہے۔ اور اسلامی فیضان حاصل کرتے رہے۔ اور گواہی دے گئے۔ کہ اولیاء اللہ کے قبور کی زمین نہایت مبارک ہوتی ہے۔ اور وہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ سجادہ نشین اجمیر۔ پاک پٹن۔ ملتان۔ سرسہ۔ جن کے مریدوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ اگر یہ صاحبان اپنے مریدوں میں اخبار نور کی توسیع شروع کردیں۔ تو نور ہندوستان بھر اشاعت پذیر ہو سکتا ہے۔ اور باوا صاحب کی ان مبارک مقامات پر چلہ کشی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ اس زمانے میں اخبار نور کی طرف ان بزرگوں کو خاص طور پر دھیان دینا چاہیئے۔ اور روپیہ سے مدد کرنی چاہیئے۔ اگر آپ میری یہ تحریر طبع فرماویں۔ اور وہ پرچہ بھی ان تک پہونچے۔ تو امید ہے۔ کہ نتیجہ مبارک ثابت ہوگا۔ اس وقت کو ہاتھ سے ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ ان مقامات پر اخبار جاری کردیں۔ اور ان کی قیمت سالانہ سے اطلاع دیں بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت ہوگی ۔۔

اگر حضور میری یہ تحریر شائع فرمانا مناسب فرمادیں۔ تو دوسروں کو تحریک ہوگی۔ ابھی انشاء اللہ اور بھی اخبار جاری کراؤں گا۔ کچھ سوچ رہا ہوں۔ کہ کہاں کہاں جاری کئے جاویں۔ جہاں اس کی تحریریں لوگ پڑھنے کے شائق ہوں۔

نور یہ پانچ پرچے جاری کردیئے گئے۔ خداوند تعالےٰ ایسے سب دوستوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ امر واقعہ تو یہ ہے۔ کہ باوجود قلیل اشاعت کے اگر نور زندہ ہے تو محض ایسے ہی کرم فرماؤں کی توجہ اور مہربانی سے ضرورت ہے۔ کہ اور دوستوں کی رگ حمیت بھی اب بہت جلد جوش میں آئے۔ دوستوں کو یہ بخوبی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ نور کی مدد کرنا یقیناً اپنی مدد آپ کرنے کی مصداق ہے۔ آج سوائے نور کے آپ اور کون پرچہ دیکھتے ہیں۔ جو سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرض کو بجا لارہا ہو۔ پھر ایسے مجاہد اور غازی پرچہ کی اعانت سے گریز کرنا یقیناً اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں پر کلہاڑا چلاتا ہے۔ ۱۷ اگست کے پرچہ میں ان سب مہربانوں کے اسماء گرامی درج کرکے دوستوں کو دعا کی تحریک کی جائیگی۔ جنہوں نے نور کے اس نئے دور میں اعانت سے کام لیا۔

دوست ہمت کریں۔ تاکہ یہ رپورٹ شاندار ہو اور آریہ اور سکھ صاحبان کے دل محسوس کرجائیں۔ کہ مسلمان بھی اپنے مجاہدین کی قدر کرنا جانتے ہیں۔ صرف ہمت کی ضرورت ہے۔ نور کے وہ کون سے خریدار ہوں گے۔ جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کون سے ایسے دوست ہونگے۔ جنہیں نور ایسے مجاہد اور غازی پرچہ کی اعانت کے لئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کردیں صرف توجہ چاہیئے۔ اور پھر جب کہ ہر ایک نئے خریدار کو آریہ مذہب کی حقیقت اور ہندو دھرم کی حقیقت جیسی بے نظیر تبلیغی کتب ۸؎ کی مفت ملینگی یا بالفاظ دیگر نور صرف ۸؎ رسالانہ پر ہی پڑے گا۔ اس رعائت کے ساتھ اگر دوست ہمت کرتے تو اس وقت نور کی تعداد سینکڑوں نہیں ہزاروں تک پہنچ جانی چاہیئے تھی۔

ذرا آپ آریہ اور سکھ اخبارات پر نظر اٹھا کر دیکھئے۔ کہ ان کی قدردانی کا کیا حال ہے۔ کس طرح یہ لوگ اپنے اخبارات کو ہاتھوں ہاتھ لیتے اور دنوں میں ہی ہزاروں تک پہنچا دیتے ہیں ۔۔

مجرب تبلیغی حربہ

میری معرکۃ الآرا مقبول عام تصنیف "باوا نانک رحمۃ اللہ کا مذہب" نے

جو غیر معمولی ہر دلعزیزی اور شہرت حاصل کی وہ صرف اس امر سے ہی ظاہر ہے۔ کہ اس کے پہلے ایڈیشن پر قریباً بیس چوٹی کے اخبارات نے نہایت زبردست ریویو کئے۔ جس نے ایک دفعہ بھی اس کتاب کو دیکھا وہ اسکی خوبیوں پر گرویدہ ہو گیا۔ تبلیغی لحاظ سے سکھوں میں اس نے وہ کام کیا۔ کہ ان کے دل پکار اٹھے۔ کہ شری گورو نانک دیو جی مہاراج کسی اور طریق کی نسبت مذہب اسلام کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ دیر سے اس کا پہلا ایڈیشن ختم تھا۔ اب دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے۔ حجم میں قریباً پہلے سے دگنا ہے۔ اور اپنے معلومات کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ قیمت کا اعلان بعد میں ہوگا۔ جن کی درخواستیں ۱۵ اگست سے پہلے پہنچ جائیں گی۔ انہیں محصولڈاک معاف رہے گا ۔۔

مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب کو صدمہ

شیخ صاحب موصوف سلسلہ کے پرانے خادم ہیں۔ اور احمدی پریس کے تجربہ دانا۔ یقیناً یہ خبر سلسلہ احمدیہ میں کمال اندوہ سے سنی جائے گی۔ کہ ان کی جوان بیٹی ۵ جولائی کو ننھے ننھے تین بچے چھوڑ کر راہ عالم بقا ہوئی۔ چھوٹی بچی کی عمر صرف چھ روز کی تھی۔ ایسے وقت میں رسمی طور پر صبر وغیرہ کی تلقین کرنا بلاشبہ انسانی مقتضیات کا خون کرنا ہے۔ مگر ہم مسلمانوں کے لئے اللہ کریم کا یہی حکم ہے۔ کہ ہر دکھ اور مصیبت کے وقت ان اللہ مع الصابرین کی بشارت کا پھایا اپنے زخمی دل پر لگائیں۔ درد دل سے دعا ہے۔ کہ خداوند کریم مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل بخشے۔ اور اُنکے چھوٹے چھوٹے بچوں کا پروردگار حامی و ناصر ہو۔ مرحومہ ۵ جولائی کو قریباً ۵ بجے مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں۔ مرحومہ کے خاوند مولوی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے جو حال ہی میں مسلم مشنری ہوکر امریکہ گئے ہیں۔ جب انہیں پردیس میں یہ خبر پہنچیگی۔ تو ان کے احساس کا دوسرا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ دوست دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل بخشیں ۔۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار نور

قادیان دارالامان مورخہ ۳ جولائی ۱۹۲۸ء

قرآن کریم اور وید مقدس

KHILAFAT LIBRARY

ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ موجودہ زمانہ میں صرف قرآن کریم ہی الہامی کتاب ہے۔ اس کے سوا کوئی کتاب الہامی نہیں ہے اور ہمارے سماجی دوستوں کی رائے ہیں اگر کوئی الہامی کتاب ہے تو صرف وید مقدس ہے۔ اس کے سوا تمام غیر الہامی ہیں۔ اور فریقین ہمیشہ اپنے اپنے دعوے کے لئے دلائل و شواہد پیش کیا کرتے ہیں۔ لیکن نتیجہ تبھی منصفانہ اور صحیح ہو سکتا ہے کہ جب چند معیار صداقت پیش کر کے دونو کتابوں پر روشنی ڈالی جائے تاکہ اہل انصاف آسانی سے صحیح نتیجہ نکال سکیں۔

(۱) پہلا معیار الہامی کتاب کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ اس کے منزل علیہ کی زندگی بالکل پاک اور پوتر ہو اور اس کو اپنی عفت اور پاکدامنی پر ایسا یقین کامل ہو کہ وہ دشمنوں کو بطور اتمام حجت چیلنج دے۔ مگر باوجود مخالفت اور حسد کے پھر بھی دشمن کو جرأت نہ پیدا ہو۔ کہ کوئی عیب نکال سکے۔ جیسا کہ فرمایا۔ فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون۔ حضرت رسول مقبول فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کتنی لمبی عمر تم میں گذاری ہے۔ اور اگر کوئی میں نے افترا کیا ہے یا اور فعل شنیع کیا ہے۔ تو ثابت کرو۔ مگر باوجود قوم کے حسد و بغض میں جلنے کے اور قتل کے ارادے کرنے کے کسی کو حوصلہ نہ ہوا۔ کہ کوئی ایک عیب بھی بیان کرے۔ ایسا سنہ توڑ چیلنج سن کر گونگے اور بہرے ہو گئے۔ کسی کو جرأت نہ ہوئی۔

وید مقدس کے پہلے تو طہمین میں ہی اختلاف ہے سناتن دھرمی جو قدیمی حاملان وید ہیں۔ وہ بتاتے ہیں۔ کہ شری برہما جی پر نازل ہوئے۔ اور سماجی دوست کہتے ہیں۔ کہ چار رشیوں پر نازل ہوئے۔ پہلے منزل علیہ کے وجود کا یقین کامل نہیں۔ کہ وہ کتنے تھے۔ سو ان کی کمیت کا اختلاف ہی آج تک دور نہیں ہوا۔ اب ان کی سوانح کا حال کیسے معلوم ہو۔ پتہ نہیں وہ کہاں پیدا ہوئے۔ کیسے انہوں نے اعمال کئے۔ اور کیسا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ بھلا اہل انصاف ذرا غور فرماویں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک چیز سارے جہان کے لئے ہو۔ مگر اس کے لانے والے کا ہی صحیح علم نہیں۔ اور تعجب یہ کہ گھر والے خود بھی تردد میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہ وہ ایک تھے یا چار۔

۲۔ دوسرا معیار جو نہایت ضروری ہے۔ کہ الہامی کتاب کی ذات میں کسی قسم کا شبہ ہو۔ اور نہ اس کی کمی بیشی کا کوئی احتمال ہی ہو سکتا ہو۔ جیسے قرآن کریم کے شروع میں یہی فرمایا۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ یعنی اس کتاب میں کسی قسم کا بھی شک و ریب نہیں ہو سکتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ لانفی جنس کا لا کر تمام وہموں کا خاتمہ کر دیا۔ کہ اس کتاب پر کسی جہت سے شک نہیں ہو سکتا۔

اگرچہ عرف عام میں چار وید بتائے جاتے ہیں۔ مگر غور کیا جائے۔ تو تین کے سوا چوتھے کا وجود کہیں ثابت ہی نہیں ہوتا۔ ملاحظہ ہو:۔

"اے مخزن رحمت بھگوان جس من کے اندر رگوید سام وید یجر وید قائم ہیں۔ جس موکش کا علم حقیقی موجود ہے۔ وہ میرا من آپ کی عنایت سے نیک ارادے رکھنے والا یعنی راست پسند اور حقیقت سے منور ہو"

(رگوید آدی بھاشیہ بھومکا اردو بحوالہ یجر وید ادھیائے ۳۴ منتر ۵)

دوسرے "اسنے جبکہ ان پر الہام یا انکشاف ہوا مگر نہ وید ظاہر ہوئے۔ اگنی سے رگوید۔ وایو سے یجر وید اور سوریہ سے سام وید ظاہر ہوا"

(رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۰ بحوالہ شتپتھ برہمن کانڈ ۱۱ ادھیائے ۵)

تیسرے "اسے وید دان میں رگ یجر سام وید کے منتروں کی گیان وودیا کا پرکاش کرتا ہوں۔ تو مجھ سے وید وودیا کا گرہن کر"

(یجر وید $\frac{8}{12}$)

۳۔ الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایسے وقت میں آئے جبکہ تمام مخلوق گمراہی کے سمندر میں غوطہ زن ہو۔ اور تمام گورے کالے خدا تعالے کی عبادت کو ترک کر چکے ہوں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ نسخہ تیار کر کے بیمار کو ہی دیا جاتا ہے۔ تندرست کو دینا یا اس کو بیمار کرنا طبیب کی شان سے بعید ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ ظہر الفساد فی البر والبحر۔ یعنی اس کلام اقدس کا تب نزول ہوا۔ جب کہ تمام بری و بحری گمراہ ہو چکے تھے۔

مگر سماجی دوستوں کا دعویٰ ہے۔ کہ وید ابتدا دنیا میں نازل ہوئے۔ سو یہ اس بات کی شہادت ہے۔ کہ دنیا کو وید کے ذریعہ ہی گناہ کا علم ہوا۔ کیونکہ ایک معصوم بچے کو کہنا زنا نہ کر چوری نہ کر۔ یہ اس کو ان عیوب پر تنبیہ کا پتہ دیتا ہے۔ کیونکہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ کہ جب کوئی نئی چیز یا خبر سنے تو فوراً ادھر منتقل ہو جاتی ہے۔

۴۔ چوتھی ضروری بات الہامی کتاب کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ہر ایک دعویٰ جو ضرورت مذہب میں سے ہے۔ اس کو خود بیان کرے۔ اس میں کسی انسانی وکالت یا دلیل انسانی کی محتاج نہ ہو۔ جیسا کہ فرمایا۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیئ۔ یعنی اس پوتر کتاب میں کسی قسم کی کمی یا ادھورا پن باقی نہیں رکھا۔ پھر لطف یہ کہ شیئ کو نکرہ لا کر اور بھی وضاحت کر دی۔ کہ چھوٹی سے چھوٹی اور معمولی سے معمولی امر کی بابت اس میں فیصلہ ہے۔

مگر وید مقدس سے ثابت ہی نہیں۔ کہ وید چار رشیوں پر نازل ہوئے اور ان کے خدا کی طرف سے ہونے کی دلیل وید مقدس سے ہی ہونی چاہیئے۔ مگر آج تک کوئی ثابت نہیں کر سکا۔ اور نہ قدامت روح و مادہ کا ثبوت وید مقدس سے پیش کیا جاتا ہے۔

۵۔ پانچویں بات جو الہامی کتاب کے لئے از حد ضروری ہے۔ وہ یہ کہ اس کی حفاظت بھی خدا تعالے کے ہاتھ ہو۔ کیونکہ وہ اشیاء جس کا ہر قوم اور زمانہ سے تعلق ہے۔ اس کی حفاظت بھی اسی کے ہاتھ میں ہی ہونی چاہئے مثلاً سورج بارش اور وہ کتاب تحریف سے خالی ہو

KHILAFAT LIBRARY

یعنی وہ بالکل محرف و مبدل نہ ہو ۔ جیسے حفاظت کی بابت فرمایا ۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ۔ یعنی اس مبارک ذکر کو ہم نے ہی نازل فرمایا ۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں ۔ اور تحریف کی بابت فرمایا ۔ واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلماتہ ۔ پارہ ۱۵ ع ۱۶ ۔ یعنی پڑھ جو خدا نے تیری طرف بذریعہ وحی نازل فرمایا ۔ اور کون ہے ۔ جو اس کی کتاب کو محرف و مبدل کر سکے ۔ باقی صرف یہ خشک دعویٰ ہی نہیں ۔ بلکہ ہم چیلنج دیتے ہیں کہ کوئی سماجی یا عیسائی یہ ثابت کر دے ۔ کہ اس پاک کلام میں تحریف ہوئی ہے ۔ تو ہم اپنے اس دعویٰ کو ابھی واپس لے لیں گے ۔ مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں ۔ کہ آج کیا قیامت تک اگر ساری دنیا ایڑی چوٹی تک کا زور لگا لے ۔ وہ نہیں ثابت کر سکیں گے ۔

مگر وید مقدس کی حفاظت کا وعدہ بھی خدا تعالےٰ نے نہیں کیا ۔ اور نہ یہ تحریف کے ہاتھوں سے خالی ہے نمونہ کے لئے ملاحظہ ہو ۔ دیباچہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا اردو ص ۲۵ ۔

" اسی طرح سائن وغیرہ زمانہ حال کے پورانک پنڈتوں نے یہ ان کی کتھاؤں کو جو ان کے ذہن میں سمائی ہوئی تھیں ۔ جگہ جگہ ویدوں میں داخل کر دیا ہے ۔ کہئے صاحب

زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

آگے دیکھئے اوپدیش منجری ص ۳ سوامی فرماتے ہیں :۔

" ان دنوں برہمنوں نے خود غرضی میں پھنس کر ویدوں کو پڑھنا چھوڑ دیا ۔ اتھروید میں اوپنشد تصنیف کر کے گھسیڑ دیا ہے ۔ یہ خود غرضی سے شاستری لوگوں نے نئے نئے شلوک بنا کر لوگوں کو بھرم میں ڈالنے کے لئے ڈال رکھے ہیں ۔ سو یہ بڑے دکھ کی بات ہے "

یہ ظاہر ہے ۔ کہ سوامی جی نے جو اپنے دکھ کی علت بیان کی ہے ۔ وہ تحریف وید ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ معلول (دکھ) کا وجود تبھی ظہور میں آیا ۔ کہ اس کی علت پہلے موجود تھی ۔ سو تحریف پہلے ہوئی ۔ بعد میں سوامی جی کو یہ احساس ہوا

۶ ۔ چھٹی بات جو کہ الہامی کتاب کے لئے نہایت ضروری وہ یہ کہ خدا تعالےٰ کو اعلےٰ سے اعلیٰ پیرایہ میں بیان کرے

جیسا کہ فرمایا ۔ للہ ملکوت السموات والارض یعنی زمین و آسمانوں کی تمام سلطنتیں اللہ تعالےٰ کے ہی ہاتھ میں اور اس سے بڑھ کر لطف یہ کہ مسند الیہ (اللہ) اوّل میں لا کر تمام توہمات کا مقاطعہ کر دیا ۔ یعنی اسی کے ہی لئے ہے تمام سلطنتیں ۔ پھر فرمایا ۔ اللہ الذی خلق السموات والارض یعنی زمین و آسمان کا خالق خدا ہی ہے ۔ پھر فرمایا اللہ نور السموات والارض اللہ ہی کا نور ہے ۔ پھر فرمایا للہ ما فی السموات والارض یعنی اللہ کا ہی ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے ۔ پھر فرمایا عالم الغیب والشہادۃ یعنی یہ ظاہر و باطن بھیدوں کو جاننے والا ۔ پھر فرمایا ۔ وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر ۔ یعنی خدا ہی ہر چیز پر قادر ہے ۔ یعنی بجز اس کے کوئی نہیں ۔ شواہد تو بہت ۔ مگر بخوف طوالت اس پر اکتفا کرتا ہوں ۔ اب اس کے برخلاف ہستی باری تعالےٰ کے متعلق وید مقدس کا گیان (معرفت) ملاحظہ ہو ۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا ایڈیشن اول ص ۱۳۵ :۔

وید مقدس اور اللہ تعالےٰ " رات دن ایشور کی دو بغلیں ہیں ۔ اور سورج چاند دونو آنکھیں ۔ سورج کی دھوپ اور بجلی یہ ایشور کے دونو ہونٹ ۔ زمین اور سورج کے درمیان کا پول اس کا منہ ۔ حتیٰ کہ وید مقدس کے بعض منتروں میں پرماتما پر چوری کا احتمال اور کم علمی کا بھی شبہ کیا گیا ہے ۔ دیکھو یجروید ۲۱/۳۸ :۔

۷ ۔ ساتویں یہ کہ الہامی کتاب خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک ثابت کرے ۔ اور کسی کو شریک نہ ٹھیرائے ۔ جیسے فرمایا ۔ لا الہ الا ھو ۔ لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ ۔ یعنی کوئی معبود نہیں مگر وہی خدا ۔ پھر فرمایا ۔ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً یعنی سب کچھ اسی کی پیدائش ہے ۔ مگر سماجی دوستوں کا عقیدہ ہے ۔ کہ روح و مادہ ازلی ہیں ۔ جن کی بدولت پرمیشر کی خدائی ظہور میں آئی ایک تو یہ کہ جس طرح پرمیشر ازلی ابدی ۔ اسی طرح روح و مادہ ۔ دوسرے انہیں دونو کی بدولت وہ خالق بنا ظاہر ہے ۔ وید کی رو سے روح اور مادہ نہ صرف خدا کے شریک ہی ہیں ۔ بلکہ خدا کو ان کی احتیاج بھی ہے ۔ پنسل جو سرمہ اور لکڑی سے مرکب ہے ۔ اگر سرمہ اور لکڑی نہ ہوتی ۔ تو لازمی نتیجہ کہ پنسل نہ بنتی ۔ اسی طرح اگر روح و مادہ نہ ہوتے ۔ تو ایشور دنیا کی کوئی چیز بھی تیار نہ کر سکتا ۔

۸ ۔ الہامی کتاب جو کہ تمام قوموں اور زمانوں کے لئے آئی ہو ۔ اس کے لئے نہایت ضروری ہے ۔ کہ اس کی تعلیم پر ہر بری بھری امیر غریب بوڑھا بچہ یکساں عمل کر کے نجات حاصل کر سکے ۔ سو یہ بات اظہر من الشمس ہے ۔ کہ وہ نماز پانچ وقتی جو کہ قرآن کریم نے پیش کی ہے ۔ اس پر ایک پائی بھی پانچ وقتوں میں خرچ نہیں ہوتی ۔ پھر یہاں تک فرمایا ۔ اگر پانی نہیں ۔ تو پاک مٹی سے تیمم کر کے پڑھ ۔ اگر کھڑا ہونے کی طاقت نہیں تو بیٹھ جا ۔ اگر بیٹھ نہیں سکتا ۔ تو لیٹے لیٹے اشاروں سے ہی پڑھ لے ۔ سبحان اللہ کیسی آسان عبادت ہے ۔

روزے سال کے بعد ایک مہینہ ۔ مگر وہ بھی تندرست ہو ۔ مسافر نہ ہو مقیم ہو ۔ بچہ نہ ہو ۔ زیادہ بوڑھا نہ ہو زیادہ کمزور نہ ہو ۔ حاملہ اور بچہ والی عورت نہ ہو ۔ ان کے سوا جس کو کوئی عذر نہ ہو وہ رکھے اور حج بیت اللہ عمر میں ایک دفعہ اس شخص پر جو کافی سرمایہ رکھتا ہو ۔ خطرہ راہ سے محفوظ ہو ۔ بیمار نہ ہو ۔ الغرض کوئی روکاوٹ بھی درپیش نہ ہو ۔

وید مقدس کی عبادت ۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں سوامی جی بحوالہ " یجروید ادھیائے ۳ منتر ۱ " سنسکار ودھی ایڈیشن سوم ص ۳۷ :۔

اگنی ہوتر اور سندھیا شام اور صبح ہونی چاہیئے ۔ مقوی اور شیریں اور دافع امراض اشیاء سے ہوم ہو ۔ مندرجہ ذیل اشیاء ۔ گھی ۔ بادام ۔ کشمش ۔ کھوپرا ۔ پستہ ۔ چلغوزہ ۔ شکر چینی شہد ۔ چھوہارے ۔ کیسر ۔ کستوری ۔ کافور ۔ کم از کم ایک وقت میں بارہ آنے خرچ اور ماہوار ایک آدمی کا ۴۵ روپے اب جس شخص کی آمدنی ۲۰ روپے ماہوار ہو ۔ وہ یا تو کچھ اور قرض اٹھا کر سندھیا ہوم کرے ۔ اور بیوی بچوں کو جواب دیدے ۔ اگر نہیں تو گنہگار ہو کر ایشور کے عذاب سہے ۔ اور ایشور بھی وہ ہے ۔ جو کہ اپنے بھگتوں کے گناہ بھی معاف نہیں کرتا ۔ اب مشکل یہ کہ گاؤں کے عام لوگوں نے یہ اشیاء دیکھی بھی نہیں ہونگی ۔ اور مجھے یقین ہے ۔ اور ہر اہل انصاف بھی یقین کریگا ۔ کہ یہ عبادت وہ دھوپ کی کونپلیں ہیں ۔ جس کو آج تک کوئی مہاشہ جی بھی حاصل نہیں کر سکے ۔ اور نہ کر سکیں گے ۔ محض نمونہ کے طور پر یہ مختصر نقشہ پیش کیا گیا ہے

تاکہ انصاف پسند نتیجہ نکال سکیں۔ سوائے قوم کے انصاف پسندو۔ ذرا خدا کو حاضر و ناظر تصور کر کے فیصلہ کرو۔ کہ مذکورۃ الصدر واقعات کے تحت کونسی کتاب الہامی اور قابل عمل قرار پاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو حق کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(عبد اللہ طالب علم قادیان۔)

شذرات

اسلام کی ایک اور فتح

گذشتہ پرچہ نور میں جاگرت کی تحریر کی بنا پر یہ لکھا گیا تھا۔ کہ جموں کی سناتن سبھا نے نکاح بیوگان کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ اور اب یہ خبر بھی خوشی سے پڑھی جائیگی۔ کہ ریاست میسور کی اسمبلی میں یہ ریزولیوشن منظور ہو گیا ہے۔ کہ لڑکی لڑکے کی طرح باپ کی جائداد کی مالک ہو سکتی ہے۔

ایک وقت تھا۔ کہ ہندو صاحبان نا تو نکاح بیوگان کے حامی تھے۔ اور نہ ہی والدین کی جائیداد سے لڑکی حصہ پا سکتی تھی۔ اب ان دونو اصولوں کو جو درحقیقت اسلامی عقائد ہیں ہندو صاحبان بھی اس پر عمل کرنا اپنی سوشل زندگی کی تکمیل کے لئے ایک ضروری جز سمجھتے ہیں۔ کیا یہ اسلام کی بیّن فتح نہیں؟

آریہ سماج کی مالی حالت

گذشتہ سال آریہ پرتی ندھی کو ۱۹۳۳۸۹ روپے آمدن ہوئی۔ اور خرچ صرف ۴۷۵۵۴ روپے ہوا۔ باقی روپیہ محفوظ ہے"

یہ صحیح ہے۔ کہ آریہ مالدار قوم ہے۔ مگر یہ اس سے بھی زیادہ صحیح ہے۔ کہ یہ احتیاط سے خرچ کرنا بھی جانتے ہیں تبلیغی تحریک کو مضبوط بنانے کے لئے تبلیغی فنڈ یا تبلیغی آلہ کار (اخبارات) کا مضبوط ہونا نہایت ضروری ہے۔ اگر مسلمان اس میدان میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو انہیں ضرور اس شعبہ کو مضبوط کرنا ہی پڑے گا۔

پہلی دفعہ یہ اظہار ہوا

شیر پنجاب اپنے ۳؍ جون کے انشو میں لکھتا ہے۔ کہ "لاکھوں اشخاص نے پہلی دفعہ اس میلہ میں اس خیال کا اظہار کیا کہ ہر امرت دہاری سنگھوں کو سنگت پنگت میں مساوی حقوق حاصل ہیں"

KHILAFAT LIBRARY

شیر پنجاب جیسے سکھ مذہب اور سکھ تاریخ سے زیادہ واقف ہونا چاہیئے تھا۔ اس سے اس موقع پر فاش غلطی کا اظہار ہوا۔ سکھ مذہب میں یہ کوئی نئی بات نہیں۔ سب سے اوّل اس وقت اس خیال کا عملی اظہار ہوا۔ جب شری گورو گوبند سنگھ صاحب نے پانچ پیاروں کو امرت چھکا کر اور ایک "باٹا" میں کڑاہ پرشاد کے "گپھے" لگوا کر ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا۔ اور پھر انسے خود امرت چھک کر عملی رنگ میں مساوات کا علم بلند کیا۔ جسے دیکھ کر ہر کہ ومہ کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے۔

"واہ واگورو گوبند سنگھ آپے گور چیلا"

ہاں شیر پنجاب یہ ضرور کہہ سکتا ہے۔ کہ بعد زمانہ کی وجہ سے یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ اس بھولے ہوئے سبق کی الفاظ میں تجدید کی گئی۔

کیا یہ تحریک کامیاب ہوگی

دنیا میں سب سے اوّل اسلام نے ہی مساوات کا جھنڈا بلند کیا اسلام کا ہی یہ ماٹو ہے۔ "اکرمکم عند اللہ اتقاکم"۔ اگر کسی سوسائٹی کی طرف سے مساوات کی آواز بلند ہو۔ تو سب سے بڑھکر مسلمانوں کو خوشی ہونی چاہیئے کیونکہ ایسے لوگ دراصل کسی نا کسی رنگ میں صداقت اسلام کی تائید یا پرچار کرتے ہیں۔ اس لئے بحیثیت مسلمان ہونے کے میری یہ دلی خواہش ہے۔ کہ سکھ بھائی اس تحریک میں کامیاب ہوں۔ مگر مجھے ان کی کامیابی میں شبہ ہے۔ کیونکہ سکھوں کا سب قومی میٹریل ہندوں سے ہی آیا ہے۔ اور پھر ایک یا دوسری وجہ سے سکھوں کو ہندوؤں کی خاطرداری منظور ہے۔ اور سکھ لوگ اپنے ہاں ہندو تمدن کی جگہ سکھ تمدن کے رائج کرنے کو شاذ ہی پسند کریں۔ اور جب تک وہ اپنے تمدن کو فوقیت نہیں دینگے تب تک کامیابی محال ہے۔

پہلے مسلمان اور پھر ہندوستانی

جب کبھی کسی مسلمان لیڈر کی طرف سے یہ اعلان ہو۔ کہ میں پہلے مسلمان ہوں۔ اور پھر ہندوستانی تو ہمارے وطنی دوست آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ مگر اب سردار کھڑک سنگھ صاحب نے بھی لاہور اچھوت ادھار کانفرنس کے خاتمہ پر یہی کہا۔ کہ میں پہلے سکھ ہوں اور پھر ہندوستانی۔ اس پر ۳؍ جون کا شیر پنجاب لکھتا ہے۔ کہ کیا کوئی ایسا ہندو جو پہلے ہندوستانی اور پھر ہندو ہے جو افغانستان کے ہندو کو چھوڑ کر ہندوستان کے مسلمان یا عیسائی تعلقات ازدواج قائم کر سکتا ہے۔ یا نیپال کے ہندو کے چوکے کی نسبت مسلمان کے دسترخوان کو ترجیح دے سکتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر پہلے ہندوستانی اور بعد میں ہندو کی ڈینگ ہانکنے کا کیا فائدہ؟

شیر پنجاب نے ٹھیک لکھا ہے۔ مگر کیا خالی شیخی بھگارنے والے لوگ اس سے کچھ سبق حاصل کریں گے"

کتاب بیر بیراگی اور سکھ پریس

۳؍ جون کا شیر پنجاب لکھتا ہے کہ بھائی پرمانند کی تصنیف بیر بیراگی میں سکھوں کے مذہبی جذبات کو زخمی کیا گیا ہے۔ اور شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کو گوربانی کی مسند سے اتار کر آپ کو سکھوں اور خادموں کی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کی گئی۔ جو بجائے خود نہایت اشتعال انگیز حرکت ہے۔ اپنی تاریخ پنجاب میں بھائی پرمانند جی نے شری گورو تیغ بہادر کو ایک معمولی ڈاکو دغارت گر لکھا ہے"

کسی مذہبی لیڈر یا پیشوا کی نسبت لکھتے وقت بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ خواہ کتنا ہی اختلاف رائے ہو مگر ایسے رنگ میں اس کا اظہار کیا جائے۔ جس سے اوروں کے جذبات مجروح نہ ہوں۔ بھائی پرمانند جی نے اس جگہ اس ضروری امر کو نظر انداز کر دیا ہے۔ خدا کرے۔ وہ آئندہ احتیاطی پہلو کو مدنظر رکھیں۔ کیونکہ اس وقت تک ہندوستان کی بہتری کے دن نہیں آ سکتے۔ جب تک ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کی پروا نہ کی جائیگی۔

مس ملر کی شدھی اور شری شنکر آچاریہ جی

مہامہو پادھیائے پنڈت آنلت کرشن شاستری اور شری شنکر اچاریہ شری ڈاکٹر کورتکوٹی سے مس ملر کی شدھی کے متعلق تین روز تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ

کہ شری شنکر اچاریہ نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ " ایک ہندو غیر مذہب اختیار کر سکتا ہے۔ مگر غیر مذہب والا ہندو نہیں ہو سکتا۔ اور کہ جو شخص چار سال سے زیادہ غیر ہندو رہے وہ ہندو دھرم میں واپس نہیں لیا جا سکتا۔ مزید برآں یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ مہاراجہ اندور کی شادی (مس طرسے) کی ہندو شاستر آگیا نہیں دیتے۔ اس کے متعلق دونو اصحاب کے دستخطوں سے ایک اعلان جلد شائع ہونیوالا ہے

اصلاح پہلے گھر سے شروع ہوتی ہے

سردار کھڑک سنگھ صاحب نے اچھوت ادہار کانفرنس لاہور میں اپنے صدارتی تقریر میں کہا۔ کہ جب ہم اپنے بھائیوں سے اچھوتوں کا سلوک کرتے ہیں۔ تو انگریزوں سے ہمیں بہتر سلوک کی امید نہیں ہو سکتی۔ اچھوت پن ہندوستان کی تباہی کا موجب ہے "

نور قدرت نے ہندوستان کو ہاتھوں ہاتھ بدلا دیا۔ جب ہم خود انسانوں سے حیوانوں کا سا سلوک کرتے ہیں۔ تو پھر ہمیں کیا حق ہے۔ کہ ہم یہ شکایت کریں۔ کہ فلاں لوگ ہم سے بھی ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ یہ تو گنبد کی آواز ہے۔ جیسی کہو گے ویسی سنو گے۔ اگر ہندوستانی چاہتے ہیں کہ ان سے بہتر سلوک کیا جائے۔ تو انہیں خود بھی اپنے بھائیوں سے بہتر سلوک کرنا چاہیئے۔

صداقت اسلام پر غیروں کی مہر

شیر پنجاب اپنے ۳ر جون کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ اچھوت ادہار کانفرنس میں ایک اور اس مطلب کا ریزولیوشن پاس ہوا کہ :-

جس طرح کلمہ پڑھ کر ایک نیچ بلا روک ٹوک ڈیمں سے پانی پی سکتا ہے۔ اسی طرح امرت چکھنے پر کسی سکھ کو کوئیں پر جانیکی رکاوٹ نہ ہو "

کیا یہ صداقت اسلام کا بہترین ثبوت نہیں۔ کیا مخالف خود اس امر کا اپنی زبان سے اعتراف نہیں کر رہا۔ جو شخص ایک دفعہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیتا ہے۔ پھر اسے اسلام میں مساوی حقوق مل جاتے ہیں

آج دنیا کے اور لوگ بھی اسی مساوات کے خواہشمند ہیں۔ مگر وہ نوٹ کر لیں۔ کہ یہ برکت صرف کلمہ طیبہ میں ہی ہے۔ جو شخص بھی اس نعمت سے مستفیض ہونا چاہتا ہو۔ صدق دل سے کلمہ طیبہ کا اچارن کرے۔

مساوات اور سکھ مذہب

شیر پنجاب اپنے ۳ر جون کے اشو میں سکھ مذہب میں مساوات کے لئے بطور سند یہ شلوک پیش کرتا ہے :-

اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے

اک نور تھیں سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

واقعی یہ شلوک اصولی طور پر مساوات کا فیصلہ کر دیتا ہے۔ اور پھر یہ دیکھ کر ہمیں اور بھی خوشی ہوتی ہے۔ کہ یہ شلوک درحقیقت قرآن کی اس آیت کریمہ اللّٰہ نور السموٰت والارض کا ترجمہ ہے۔ کیا یہ باتیں اس امر کو ثابت نہیں کرتیں۔ کہ درحقیقت سکھ اور مسلمان ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں ؏

دلچسپ اور مفید معلومات

جام زمرد

مہاراجہ بوندی کے پاس زمرد کا ایک پیالہ ہے۔ جس کا رنگ گہرا سبز ہے۔ اگر اس میں پانی بھر کر تین گھنٹے کے لئے دھوپ میں رکھا جائے۔ اور بعد ازاں پی لیا جائے۔ تو ہر قسم کی جلدی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ احاطہ بمبئی کے ایک رئیس کے پاس ایک ہاون دستہ ہے۔ جس میں دوا پیس کر پی جائے۔ تو خون صالح بافراط پیدا ہوتا ہے۔ اور علت دم کی شکایت جاتی رہتی ہے۔

ایک حیرت انگیز عورت

فرانس کی ایک عورت پر آج سے بیس سال پیشتر عملی جراحی ہوا تھا۔ اب بیس سال کے بعد دوبارہ عمل جراحی کی ضرورت پڑی۔ عورت کے جسم میں سے جراحوں کی ایک چھوٹی سی قینچی نکلی۔ جو پہلے عمل جراحی میں جسم کے اندر رہ گئی تھی۔ تعجب اس بات پر ہے۔ کہ بیس سال تک قینچی جسم میں رہی مگر عورت کو کوئی درد یا تکلیف ہوئی اور نہ اس کا پتہ چل سکا

ایک دلچسپ سفر

KHILAFAT LIBRARY

۱۰ ر جون کو مجھے ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کیطرف سے یہ ارشاد پہنچا۔ کہ ۱۷ ر جون کے یونیورسل جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے مجھے راولپنڈی جانا ہوگا۔ اور پھر اس کے بعد ایبٹ آباد میں سالانہ جلسہ ہے اور ۱۹ ر جون کو ۱/۲ ۵ بجے تمہاری وہاں تقریر ہے وہاں پہنچنا ہوگا۔ ۱۲ ر جون کو مجھ پر انفلوانزاء کا سخت حملہ ہوا۔ زکام۔ کھانسی بخار اور اعضاء شکنی اور اعضاء دردی نے قطعی بے حال بنا رکھا تھا۔ مگر مجھے امید تھی۔ کہ جلد آرام آجائیگا۔ اور میں ۱۷ ر جون کے جلسہ میں ضرور شامل ہو سکوں گا۔ چنانچہ اس امید پر میں نے اپنے دیرینہ کرم فرما جناب ملک غلام حیدر خانصاحب پنشنر تحصیلدار اور رئیس راولپنڈی کی خدمت میں لکھ بھی دیا تھا۔ کہ میں ۱۶ ر جون کو راولپنڈی پہنچوں گا۔ اور آپ کے دولتخانہ پر ہی قیام کروں گا۔

مگر خدا کی قدرت ۱۶ ر جون کو عارضہ میں فرق تو آ چکا تھا۔ مگر صرف ۱/۲ بات کرنی بھی مشکل تھی۔ آخر اپنی اس معذوری کی دفتر دعوۃ و تبلیغ کو اطلاع دی گئی۔ اور میں دفتر نے خود دیکھ کر ہی یہ فیصلہ کر دیا۔ کہ آپ کی حالت سفر کے قابل نہیں۔ ہاں اگر ۱۸ ر تک صحت ہو جائے۔ تو ایبٹ آباد کے جلسہ پر پہنچ جانا چاہیئے۔

۱۸ ر کو گو مجھے الحمد للہ قطعی آرام تھا۔ مگر کمزوری بہت تھی۔ اور ملک عزیز احمد صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ایبٹ آباد جلسہ سے ایک ہفتہ قبل مختلف اوقات میں کم از کم آٹھ دفعہ چلچلاتی دھوپ میں میرے پاس تشریف لائے ہونگے۔ کہ آپ نے ضرور جلسہ میں شامل ہونا ہوگا۔ اور پھر دفتر دعوۃ تبلیغ سے بھی وعدہ کر چکا تھا۔ اور بیماری سے بھی قریباً آرام ہو چکا تھا۔ لہذا رخت سفر باندھنا ہی مناسب سمجھا۔

۱۸ ر کی صبح کو میں روانہ ہوا۔ مگر بٹالہ تک پہنچتے گاڑی جا چکی تھی۔ لہذا بٹالہ سے امرتسر کے لئے بھی موٹر کا ہی سہارا لینا پڑا۔ آج کل شدید گرمی کا موسم اور گرد و غبار کا اڑنا سخت لو کا چلنا۔ اور پھر موٹر لاریوں کا آدمیوں کو

KHILAFAT LIBRARY

عمارتی اینٹوں کی طرح ٹھونسنا - اور پھر مزید براں ابھی ابھی بیماری سے اٹھنا کمزوری کا سخت ہونا - اور پھر اس پر طرّہ یہ کہ ٹھیک دوپہر کے وقت ۱½ بجے دیرکہ سٹیشن سے ½ اکوس کے فاصلہ پر عین اجاڑ اور بے آب و گیاہ خطہ میں موٹر کا فیل ہو جانا اور ½ ا گھنٹہ دھوپ میں بیٹھ کر سورج دیوتا کی تپسیا کرنا ان مشکلات کا اندازہ سوائے گرفتار مصیبت کے دوسرا کون لگا سکتا ہے - ½ ا گھنٹہ کی اس آتشین قید کے بعد مسافروں کی یہ رائے ہوئی - کہ ہمیں جوں توں کر کے دیرکہ سٹیشن پر پہنچنا چاہیئے - اگرچہ بوجہ بیماری سے اٹھنے کے کمزوری بہت تھی - مگر دل میں حوصلہ تھا - کہ افتاں و خیزاں دوپہر کے وقت یہ ½ اکوس کی منزل کر ہی گذروں گا - مگر ٹرنک کو اٹھا کر چلنا میرے لئے مصیبت تھا - کیونکہ میں سفر میں دو سیر بوجھ اٹھا کر بھی نہیں چل سکتا اور پھر لطف یہ کہ دور نزدیک کوئی آدمی بھی بوجھ اٹھانے والا نظر نہیں آتا -

اسی موٹر میں ایک صاحب حیثیت آدمی سوار تھا - اور ایک پٹھان ملازم اس کے ہمراہ تھا - اس ملازم نے پشتو میں اپنے آقا کو کہا کہ یہ مسافر مجھے بہت شریف معلوم ہوتے ہیں - اگر آپ کا ارشاد ہو - تو میں ان کا بوجھ اٹھا لوں - آقا نے بڑی خوشی سے اجازت دیدی ٭

مگر اسی اثناء میں ایک موٹر بٹالہ سے آگئی - جس میں پانچ چھ آدمیوں کی گنجائش تھی - لہذا ہم نے غنیمت سمجھا - اور ہر ایک دیوانہ وار موٹر کی طرف لپکا - قریباً ۳½ بجے ہم خدا خدا کر کے امرتسر پہنچے - میں سیدھا روز بازار الیکٹرک پریس میں گیا - مگر سخت مضطرب اور پریشان کمزوری بیحد گرمی اور سفر کی کوفت نے وہ درگت بنائی - کہ جیب ہی پھلی - امرتسر پہنچکر میٹھی چھاچھ (ادھر ڈکر) پیٹ بھر کر پی - پھر لیٹ گیا - قریباً ساڑھے ۵½ بجے ایک گھنٹہ ٹھنڈے پانی میں بیٹھا رہا - اور پھر خدا خدا کر کے کچھ ہوش آئی ٭

شام کو ۸½ بجے بمبئی پنجاب اکسپریس پر سوار ہوا - سفر میں نیند کم آئی - صبح ۱۱ بجکر ۲۵ منٹ پر ٹیکسلا پہنچا اور حویلیاں جانے والی گاڑی پر سوار ہوا - اس گاڑی میں رش کم تھا - قریباً ۲۰ منٹ کا موقع مل گیا - اس موقعہ کو غنیمت جان کر گاڑی میں ہی لیکچر کے نوٹ تیار کئے - اسی روز ۵½ بجے میرا ایبٹ آباد میں لیکچر تھا - اگرچہ ایبٹ آباد میں پہنچکر قریباً ۲½ گھنٹے کا وقفہ مل سکتا تھا - مگر یہ خیال کر کے کہ بعض اوقات دوست ملنے کے لئے تشریف لے آتے ہیں - اور تیاری کا موقعہ کم ملتا ہے - لہذا میں نے اس ۲۰ منٹ کی فرصت کو غنیمت سمجھ کر دیں نوٹوں کو ترتیب دے لی - بغیر نوٹوں کے لیکچر دینے میں ترتیب قائم نہیں رہتی - اور بغیر ترتیب کے لیکچر دینا ایسا ہی ہے - جیسا کہ کسی اناڑی باورچی کا پکا ہوا کھانا جو مرچ مصالحہ وغیرہ کے انداز سے قطعی بے نیاز ہو - ۱۹ر جون ۲ بجے گاڑی حویلیاں سٹیشن پر پہنچی - وہاں سے موٹر کے ذریعہ ۲½ بجے میں ایبٹ آباد پہنچ گیا - اور سیدھا مولوی عبد الحق صاحب احمدی ایس تونیس سکرٹری انجمن احمدیہ ایبٹ آباد کے ہاں گیا - مگر مجھے وہاں پہنچکر اور یہ سنکر سخت مایوسی ہوئی - کہ فضاء اس قدر مکدر ہے کہ لیکچر کا ہونا قریباً مشکل ہے - ایک آدمی جو اس قدر تکالیف کے بعد ایک خاص غرض کے لئے کسی مقام پر پہنچا ہو - اور جب وہاں پہنچ کر اسے یہ پتہ لگے - کہ اس کی غرض فوت ہو رہی ہے - تو یہ خبر اس کے لئے جس قدر روح فرسا ہو سکتی ہے - وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں - وقت خرچ ہوا روپیہ خرچ ہوا - سفر کی کوفت مزید براں - اور پھر حیرت کی بات یہ تھی - کہ یہ وہی ایبٹ آباد تھا - کہ پچھلے سال لوگ ہمارے لیکچروں پر پروانوں کی طرح گرتے تھے - اور لوگ کہتے تھے - کہ ایبٹ آباد کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے - کہ کسی لیکچر میں اس قدر حاضری ہوئی ہو - اور اب یہ کیا ستم برپا ہو گیا - کہ فضا اس قدر گندلی ہو گئی مگر میں سمجھتا ہوں - کہ یہ ہمارے دوستوں کی بعض ابتدائی غلطیوں کا نتیجہ تھا - جس کی تفصیل میں جانا مناسب نہیں سمجھتا - ورنہ فضاء پر قابو پانا کوئی مشکل نہ تھا - بہرحال مجھے یہ حوصلہ دلایا گیا - کہ دو چار روز کے اندر اندر فضاء درست ہو جائیگی - لہذا مجھے کچھ دن وہیں ٹھیرنا چاہیئے میرے پہلے جناب مولوی عبد السلام صاحب ابن خلیفۃ المسیح اوّل اور مولوی علی محمد صاحب پہنچے ہوئے تھے - کچھ بیماری کا اثر کچھ لیکچر کی طرف سے یہ مایوسی اور پھر کچھ کھٹمل اور پسوؤں کی غیر معمولی توجہ ان سب باتوں نے مل ملا کر رات کے آرام کو حرام بنا دیا - نیند بہت ہی کم آئی ٭

دوسرے روز ۲۰ر کو ۱۱ بجے جناب میر محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل بھی تشریف لے آئے - آپ جس وسیع اخلاق کے مالک ہیں - اس سے اکثر دوست واقف ہیں - اور پھر ایڈیٹر نور کے تو آپ بے تکلف دوست دیرینہ عنایت فرما ہیں - ان کی صورت دیکھتے ہی جنگل میں منگل ہو گیا ۲۴ تک وہاں رہے - مگر فضاء کے سدھرنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہ آئی - کچھ اور روز ٹھیرنے کا ارشاد ہوا - اور ظاہر کیا گیا - کہ آخیر ماہ تک لیکچروں کے لئے حالات سازگار ہو سکیں گے -

جناب میر محمد اسحاق صاحب کی یہ رائے ہوئی - کہ اتنا عرصہ یہاں یونہی بیٹھے رہنا مناسب نہیں - چلو نتھیا گلی تک ہو آئیں - میں جانے کے لئے آمادہ نہ تھا - مگر میر صاحب موصوف کے بار بار ارشاد کے ٹالنے کو بھی دل نہ چاہتا تھا - آخر ۲۲ر جون صبح ۶ بجے جناب میر محمد اسحاق صاحب مولوی عبد السلام صاحب ملک عزیز احمد صاحب اور مولوی علی محمد صاحب - شیخ عبد الرحمن صاحب کے ہمراہ میں نتھیا گلی کی طرف روانہ ہوا -

تھائی جو ایبٹ آباد سے قریباً ۶ میل ہو گی - وہاں تک تو ٹانگہ میں سفر کیا - صبح کے وقت راستہ میں دلکش اور روح افزاء ٹھنڈی ہوا کے جھونکے بلاشبہ مردہ دلوں میں بھی حرکت پیدا کر رہے تھے -

وہاں چاء پی - اگرچہ چار کی دوکان کے برتن میلے تھے - مگر میر محمد اسحاق صاحب جو بہترین منتظم ہیں - ان کی ذرا سی توجہ سے برتن صاف ہو گئے - اور نہایت عمدہ طریق پر چاء اور انڈے تیار ہو گئے - اگر ہم ڈاک بنگلہ میں یہی ناشتہ کرتے - تو ہمارے کم از کم چار پانچ روپے صرف ہو جاتے - مگر وہ لطف نہ آتا - جو کہ ایک روپیہ کے ناشتہ میں آیا - تھائی کے آگے ٹانگہ کا راستہ تو بند ہے - ہاں ٹٹو اور ڈانڈی جاتی ہے - ٹٹو اوّل درجہ کا کرایہ نتھیا گلی تک ۱۲ آنہ اور ڈانڈی جسے چار آدمی اٹھاتے ہیں ۱۰ ان کا کرایہ ہے - تھائی سے نتھیا گلی قریباً ۱۵ میل ہو گی ٭

KHILAFAT LIBRARY

کوئی ایک بجے کے قریب ہم باڑہ گلی پہنچے۔ یہ باڑہ گلی ایبٹ آباد سے ۱۴ میل کے قریب ہوگی۔ باڑہ گلی سے تقریباً دو میل دُور ایبٹ آباد کی جانب راستہ میں ٹھنڈے پانی کا نل لگا ہے۔ وہاں کا پانی اس قدر غیر معمولی سرد اور شیریں ہے۔ کہ اگر اس سفر میں اور کوئی دلچسپی کا سامان نہ بھی ہوتا۔ تو صرف یہ سرد پانی ہی ہمارے سفر کی کوفت کے معاوضہ کے لئے کافی تھا۔ گو مجھے پیاس نہ تھی۔ مگر میں نے یہ پانی شوق سے پیٹ بھر کر پیا۔ اور نہ صرف پیا۔ بلکہ وضو بھی کیا۔ یہ پانی اس قدر سرد تھا۔ کہ اس کی ٹھنڈک کو ایک منٹ بھی ہاتھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ مگر لذیذ اور زود ہضم۔ باڑہ گلی میں ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ باڑہ گلی بھی عمدہ جگہ ہے۔ یہ راستہ بہت اونچا نیچا ہے۔ مگر اپنی شادابی اور سرسبزی اور عمدہ نظاروں کی وجہ سے مسافر کا دل اکتاتا نہیں ۳ بجے کے قریب ہمارا قافلہ وہاں سے روانہ ہوا۔ اور ۵ بجے ہم ۲۱ میل کا سفر طے کر کے بخیر و عافیت نتھیا گلی پہنچ گئے۔ ہم سیدھے اپنے معزز بھائی قاضی محمد یوسف صاحب ناظر چیف کمشنر صاحب بہادر کے دولت خانہ پر گئے۔ آپ جس محبت خلوص مہربانی اور عالیشان مہمان نوازی سے پیش آئے۔ یہ نیک یاد کم از کم اڈیٹر نور کے دل میں بہت دیر تک تازہ رہے گی۔ نماز یں ادا کرنے کے بعد ۶½ بجے کے قریب جناب قاضی صاحب موصوف کے ہمراہ ہلکی مگر خوش کن سیر کی۔ نتھیا گلی سطح سمندر سے ۸ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ پہاڑ سرسبز درخت سیدھے جو آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ اور جن کو دیکھنے کے لئے پگڑی کو تھامنا پڑتا ہے۔ ہوا خوشگوار پانی خوش ذائقہ مگر لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ پانی کچھ بوجھل ہے۔ مگر مجھے تو خوب ہضم ہوتا تھا۔ رات کو ایک مقام سے جناب قاضی صاحب نے چک لالہ جو راولپنڈی سے جانب جہلم دوسرا اسٹیشن ہے کی روشنی دکھلائی۔ جو قریباً صاف نظر آتی تھی یہیں ایک سناتنی سکھ سے بھی قاضی صاحب موصوف نے ملاقات کرائی۔ جو بہت پریمی تھے۔ اگر ان سے علیحدگی میں ملاقات ہوتی۔ تو غالباً طرفین کے لئے ہی بابرکت رہتی دوسرے روز ۲۳ کو ہم نے نتھیا گلی میں ہی قیام کیا۔ بوجہ سفر تقریباً تمام روز ہی ہم لیٹے رہے۔ میں اور مولوی عبد السلام صاحب نے حجامت کرائی۔ ہمیں تو کوئی بات نظر نہ آئی۔ مگر میر محمد اسحاق صاحب کہتے تھے۔ کہ حجام کچھ گستاخ تھا۔ ہوگا۔ ہمیں اپنے کام سے غرض تھی۔ سفر میں کئی نرم گرم باتیں انسان کو برداشت کرنی ہی پڑتی ہیں۔ غالباً اسی وجہ سے میر صاحب نے حجامت نہ کرائی۔ مگر یہ وہم تھا۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ وہ بہت مودب تھا۔ دوپہر کے وقت ہم سب لحاف اوڑھ کر لیٹ گئے۔ اور لطاف میں طبیعت خوش تھی۔ ۲۳ر جون اور پھر لحاف میں طبیعت کا خوش رہنا اس سے آپ نتھیا گلی کی سردی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

۲۳ر جون شام کے ۴½ بجے کے قریب جناب ڈاکٹر نور شاہ صاحب نے ہمیں چاء کی پُر تکلف دعوت دی۔ آپ نتھیا گلی سے تین میل کے فاصلہ پر رہتے ہیں آپ نے خوش طبع اور مذاقیہ طبیعت پائی ہے۔ یہ چاء کی دعوت کھلی ہوا میں تھی۔ اور جناب ڈاکٹر صاحب کی خوش مزاجی اور لطیفہ گوئی نے اس دعوت کو اور بھی چار چاند لگا دیئے تھے۔ جہاں ڈاکٹر صاحب کا ہسپتال واقعہ ہے۔ اس کے اردگرد جو خوش منظر تھا۔ اس کی دید سے جو طبیعت میں سرور پیدا ہوتا تھا۔ اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

شام کو بھائی مرغوب اللہ صاحب نے دعوت کی۔ آپ مخلص احمدی اور مخلص دوست ہیں۔ بعد از دعوت آپ نے ایک چمکیلا کیڑا پیش کیا۔ جس کی روشنی بجلی کی مانند تھی۔ ہمارے ایک ساتھی اس کیڑے کو اپنی پاکٹ میں ڈال کر لے آئے۔ شائد ابھی تک ان کی پاکٹ میں ہی ہو۔

۲۴ر کو نتھیا گلی کی بلند چوٹی موچ پوری گئے۔ یہ چوٹی ۹۵۷۳ فٹ بلند ہے۔ قریباً دس بجے روانہ ہو کر ۱۲ بجے اس چوٹی پر پہنچ گئے۔ راستہ پیچدار تھا چڑھائی زیادہ راستہ میں کئی اسٹیشن کئے۔ چوٹی تک پہنچنے پر کچھ مطلع ابر آلود ہو گیا۔ ہوا اس قدر سرد تھی۔ کہ گو میں نے موٹے کھدر کپڑے کی قمیص اس پر ہلکا سا گرم سویٹر اور سمر کلاتھ کا کوٹ اور واسکٹ پہنی ہوئی تھی مگر سردی بدن کو چھید رہی تھی۔ یہی دل چاہتا تھا کہ گرم انگیٹھی کے سامنے بیٹھوں۔ یہ میرا سفر غیر متوقع اور اتفاقیہ تھا۔ اس لئے میں کوئی گرم کپڑا اپنے ساتھ نہ لے جا سکا۔ اگرچہ عزیز دوست ملک عزیز احمد صاحب نے ایک گرم کوٹ مہیا کر دیا تھا۔ مگر میں نے وہ گرم کوٹ پہن کر سردی کی بے قدری کو پسند نہ کیا۔ اس چوٹی پر بھی جناب قاضی محمد یوسف صاحب کے حسن انتظام نے جنگل میں منگل بنا دیا۔ آن کی آن میں پُر تکلف کھانے مرغ پلاؤ پشاوری نان کئی قسم کے سالن آچار اور چٹنی مہیا ہو گئے۔ پانی نایاب تھا۔ مگر مردانہ ہمت نے اسے بھی بہت جلد مہیا کر دیا۔ بھوک بھی خوب تھی۔ اور کھایا بھی خوب۔ کھانے کے بعد چاء کا دور چلنے ہی لگا تھا۔ کہ بونداباندی شروع ہو گئی۔ کیونکہ سات ساتھیوں میں میں ہی سرد کپڑے اوڑھے ہوئے تھا۔ بادل کی چمک اور بوندا باندی سے میں بہت گھبرا رہا تھا۔ اور مجھے خیال تھا۔ کہ اگر برسا تو سب سے زیادہ مجھے ہی خمیازہ اٹھانا پڑے گا۔ لہذا میں نے کہا کہ ہمیں جلدی واپس ہونا چاہیئے۔ ہم دوربین بھی ساتھ لے گئے تھے۔ موچ پوری سے دریائے جہلم علاقہ پونچھ وغیرہ صاف نظر آ رہے تھے۔ واپسی پر ڈونگا گلی میں میاں فضل الٰہی صاحب درزی نے چاء کی دعوت کی۔ بادل گھرا ہوا تھا۔ راستہ میں ہی بارش شروع ہو گئی۔ اور تقریباً دو میل کا سفر بارش میں ہی طے ہوا۔ بارش کے ساتھ ژالہ باری بھی تھی۔ مگر الحمد للہ ہم ژالہ باری کی ضد سے محفوظ رہے۔ کپڑے بھیگ گئے۔ جب واپس نتھیا گلی پہنچے تو مطلع قریباً صاف تھا۔ پہاڑی بارش کی یہی حالت ہے ابھی موسلا دھار اور ابھی مطلع صاف۔

۲۵ر کو بوجہ تکان اور بارش تمام روز لحاف اوڑھ کر لیٹے رہے۔ شام کو کالا باغ کی سیر کی۔ راستہ میں جناب قاضی صاحب نے ایک ایسا جنگل دکھایا۔ جس میں ابھی تک شیر اور چیتوں کی سلطنت قائم ہے۔ جنگل بہت گھنا تھا۔ جس کے دیکھنے سے ہی ایک گونہ وحشت پیدا ہوتی تھی۔

میں جب تک نتھیا گلی میں رہا۔ مجھے خوب نیند آتی رہی۔ اور ایسی گہری نیند آتی تھی۔ کہ جب ۴½ اور ۵ بجے

KHILAFAT LIBRARY

آنکھ کھلتی تو یہی معلوم ہوتا۔ کہ شاید ابھی ۲ ہی بجے ہوں گے اگر میں یہ کہوں۔ کہ اس سفر میں صرف مجھے نتھیا گلی میں چند راتیں نیند آئی۔ تو یہ زیادہ صحیح ہوگا۔ نہ تو وہاں مجھے پسو ستاتے تھے۔ اور نہ کھٹمل تنگ کرتے تھے۔ حکیم مرغوب اللہ صاحب نے کہا یہاں کے مسلمان بھائی آپ کے لیکچر کے خواہشمند ہیں۔ اور اگر واپسی پر آپ لیکچر دے سکیں تو زیادہ اچھا ہوگا۔ مگر واپسی پر ہمیں بعض وجوہات سے بجائے نتھیا گلی کے مری سے براستہ راولپنڈی ایبٹ آباد آنا پڑا۔ جس کا مجھے ابھی تک افسوس ہے +

۲۶ر کو صبح ۷ بجے کوہ مری کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ بس میں کا سفر تھا۔ قریباً ایک بجے خیرا گلی جو نتھیا گلی سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچے۔ وہاں کھانا کھایا۔ باڑیاں جہاں سے مری ۶ میل ہے جناب میر محمد اسحاق صاحب کی سواری کے لئے ایک عمدہ ٹٹو کرایہ پر کیا گیا۔ کیونکہ میر صاحب کے پاؤں میں آبلے پڑ گئے تھے۔ میرے پاؤں میں گو چھالے تو نہ پڑے۔ مگر پاؤں میں پنڈلیوں نے بہت تنگ کیا لہذا ایک میل آگے جا کر مجھے بھی ۱۰ر کو ایک ٹٹو کرایہ پر لینا پڑا۔ ایک میل آگے چل کر مولوی عبد السلام صاحب نے ۸ر کو اور پھر اور ایک میل آگے چلکر مولوی علی محمد اور شیخ عبد الرحمن نے چھ چھ آنے کو ٹٹو کرایہ پر لئے۔ گویا ہم پانچوں سوار دہلی سے نہیں نتھیا گلی سے آ رہے تھے۔ ملک عزیز احمد صاحب نے کوئی سواری نہ لی کیونکہ وہ گھوڑے کی سواری کو چنداں پسند نہیں کرتے تھے۔ ۶ بجے شام ہم کوہ مری پہنچ گئے۔ یہ جگہ ۷ ہزار فیٹ بلند ہے۔ جو سرسبزی اور شادابی اور سردی نتھیا گلی میں تھی وہ مری میں کہاں؟

بابو اللہ بخش صاحب احمدی ٹیلیگراف ماسٹر نے لیمونیڈ سے تواضع کی۔ اس وقت لیمونیڈ نے گرم گرم چائے سے بھی زیادہ لطف دیا۔ ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے گورنمنٹ ہائی سکول کے بورڈنگ ہوس میں ٹھہرانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ بورڈنگ ہوس کی جائے وقوع عمدہ تھی۔ وہاں سے شہر کا منظر قابل دید تھا۔ گو اس روز تکان بہت زیادہ تھی۔ مگر پسوؤں اور کھٹملوں نے آرام سے نہ سونے دیا۔

۲۷ر کو صبح اٹھکر میں نے حسب معمول پہلے مسواک کی۔ پھر نہایا۔ کپڑے بدلے۔ ۴ بجے بابو محمد رفیق صاحب نے پر تکلف چاء کی دعوت دی۔ میر صاحب کا پاؤں تا حال دکھتا تھا۔ اس لئے دعوت چاء میں شریک ہونے کے لئے ان کے واسطے ایک گھوڑا مہیا کرنا پڑا۔ میر صاحب کی بارعب شکل اور پھر گھوڑے کی سواری سبھی دیکھ کر یہی پوچھتے تھے۔ کہ پیر صاحب کہاں سے تشریف لائے۔ سید تو پہلے ہی پیر ہوتے ہیں۔ اور پھر جہاں اور اس قدر حسنات جمع ہو جائیں۔ پیر ہونے میں شبہ ہی کیا۔

دعوت چاء سے فارغ ہو کر پنڈی پوائنٹ کی سیر کی یہ سیر گاہ بے حد رونق افزا ہے۔ علاوہ مردوں اور یورپین لیڈیوں کے ہندو خواتین بھی کثرت سے سیر کو جاتی ہیں۔ اور اپنی چستی اور تیز گامی میں کسی طرح یورپین لیڈیوں سے کم نہیں تھیں۔

رات کو ایک احمدی بھائی جن کا نام ہیں افسوس اس وقت بھول گیا۔ جو منشی محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی کے رشتہ دار ہیں نے پر تکلف دعوت دی۔ عشا کی نماز کے بعد میں باہر صحن میں کرسی بچھا کر بیٹھ گیا۔ شہر کا نظارہ قابل دید تھا۔ کافی دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر چارپائی پر گیا۔ اور باقاعدہ پسوؤں اور کھٹملوں سے جنگ رہی۔ نیند آئی مگر کم۔

۲۸ر کی صبح کو اٹھکر ضروریات سے فارغ ہو کر نماز ادا کی۔ اور مولوی عبد السلام صاحب اور مولوی علی محمد صاحب کے ساتھ سیر کو گیا۔ مگر رات نیند نہ آئی تھی۔ سیر کا کوئی لطف نہ آیا۔ آج ۱۲ بجے ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کے ہاں دعوت تھی۔ دعوت پر تکلف مگر بوجہ مسلسل دو راتوں کے جگراتہ کی وجہ سے طبیعت بے حال تھی۔ میں نے کھانا بہت کم کھایا۔

۴ بجے تک آرام کیا۔ آج میری طبیعت میں غیر معمولی تلخی تھی۔ باوجود دوستوں کے منع کرنے کے بھی میں کھلی ہوا میں نلکہ کے نیچے قریباً ایک گھنٹہ تک بیٹھ کر غسل کرتا رہا غسل کے بعد میں نے محسوس کیا۔ کہ میری طبیعت بحال ہو رہی ہے۔ مگر پہاڑی علاقہ میں اس طرح کھلی ہوا میں بے تحاشہ نہانے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ شام کو دوستوں کے ہمراہ کشمیر پوائنٹ کی سیر کی۔ یہ سیر کا چکر کل سے زیادہ تھا۔ اگرچہ اس طرف رونق کم تھی۔ مگر قدرتی نظارے قابل دید اور سیر کے لئے بہت عمدہ۔ آج جیسا راستہ خاموش تھا۔ اس سے بھی زیادہ ہماری سیر خاموش تھی۔ اس راستہ میں ہمیں پانچ چھ برقعہ پوش مسلم خواتین بھی سیر کرتے ہوئے دیکھی گئیں +

عمدہ قوم کا پیدا ہونا بہت حد تک مستورات کی عمدہ صحت پر منحصر ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ مسلم مستورات عمدہ ہوا اور ورزش سے قریباً محروم ہیں۔ گاؤں میں تو پھر بھی کچھ ہے۔ مگر شہر میں تو مسلم مستورات کی صحت دن بدن کمزور ہو رہی ہے۔ جہاں میں یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ دیگر عورتوں کی طرح مسلم خواتین بے نقاب پھریں۔ وہاں میں یہ بھی روا نہیں رکھتا۔ کہ وہ بیچاری چار دیواری میں قید رہیں۔ بہی خواہان ملت کو اس طرف ضرور توجہ دینی چاہیئے۔ میرے خیال میں بڑے بڑے شہروں میں مسلم مستورات کے لئے اگر پردہ دار الگ جگہ مقرر ہو۔ جہاں یہ ٹینس یا اور ہلکی ورزشیں کر سکیں۔ تو میرے نزدیک یہ زیادہ مناسب ہوگا۔ مرد اپنی صحتوں کو برقرار رکھنے کے لئے کیا کچھ اپاؤ نہیں کرتے۔ بیچاری مسلم مستورات کی حالت تو اس ضمن میں بہت ہی قابل رحم ہے۔ اگر ہم نے اس طرف جلد توجہ نہ کی۔ تو ہماری آئندہ نسل کو اس کا خمیازہ ضرور بھگتنا پڑے گا۔ عورتوں کو علمی زیور سے مزین کرنا بلاشبہ ایک ضروری امر ہے۔ مگر ان کی صحت کو برقرار رکھنا اس سے بھی زیادہ قابل توجہ ہے۔ کیونکہ صحت کے ساتھ ہی سب امور وابستہ ہیں۔

جب سیر سے ہم واپس آ رہے تھے۔ تو ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے کہا۔ کہ کیا آپ سردار شیر سنگھ صاحب گیانی کو ملنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ گیانی صاحب اگر ایک طرف سکھ مذہب کے عالم ہیں۔ تو دوسری طرف سیاسی میدان کے بھی پہلوان ہیں۔ اور پھر آپ نے کئی ایک اپنی تصانیف بھی ایڈیٹر نور کے پاس بھجوائی تھیں۔ اور میں نے اس سے قبل گیانی صاحب کو دیکھا بھی نہ تھا۔ لہذا میرے دل میں ان سے ملنے کی قدرتی خواہش تھی۔ لہذا میں بھی جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہوا گیانی صاحب کی ملاقات کو بڑھا۔ اور میں انہیں گیانی شیر سنگھ سمجھ کر ہی گفتگو کرتا رہا۔ جب گفتگو

KHILAFAT LIBRARY

ختم ہوچکی۔ تو اسلم صاحب نہایت سنجیدگی سے یوں گویا ہوئے کہ کچھ غلط فہمی ہوگئی۔ آپ گیانی شیر سنگھ نہیں۔ بلکہ گیانی منگل سنگھ ہیں۔ خیر گذری کہ ابھی "کچھ" غلط فہمی ہی ہوئی تھی۔ اور اگر اس "کچھ" سے زیادہ غلط فہمی ہوجاتی۔ تو اس کا اندازہ ناظرین خود لگالیں۔

آج رات بھی پسوؤں وغیرہ سے برابر جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں ہار گیا۔ اور میدان چھوڑ کر رات کے ایک بجے اپنا ڈنڈا ڈیرا اٹھا کر باہر آگیا۔ میری اس حالت پر پسوؤں کو بھی رحم آگیا۔ اور انہوں نے بھی از راہ کرم میرا تعاقب چھوڑ دیا۔ ہٰذا بقیہ رات میں نسبتاً آرام سے سویا۔ اسلم صاحب کا دم بری میں ہمارے لئے بہت غنیمت رہا۔ ہاں خاکی صاحب کی عدم موجودگی کا افسوس رہا ؛

آج صبح ۲۹ ر ہے۔ اور ہماری واپسی کی تیاری ہمارے قافلہ کا اکثر حصہ براستہ نتھیا گلی کے دشوار گذار راستہ کی طرف جانے سے گریز کرتا ہے۔ ہٰذا یہی طے پایا۔ کہ براستہ راولپنڈی ایبٹ آباد پہنچنا چاہیئے۔ اگرچہ میرے لئے تو یہی آسان تھا۔ کہ میں راولپنڈی سے قادیان آجاتا۔ اس قدر چکر کاٹنے کی کیا ضرورت تھی مگر اس خیال پر کہ شائد ایبٹ آباد کی فضاء اب کچھ درست ہوچکی ہو۔ اور ریلیف کا کوئی انتظام ہوجائے۔ تاکہ ہماری بہ محنت ٹھکانے لگے۔ مگر ایبٹ آباد پہنچ کر معلوم ہوا کہ فضاء اب بھی بدستور رہی ہے۔ بہرحال ہم ۲۹ ر کی صبح کو مری سے ایبٹ آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہمارا قافلہ راولپنڈی پہنچا۔ تو گرمی سخت تھی۔ اکثر دوست سخت شاکی۔ مگر جب ہم نے اسی فضاء اور ماحول میں رہنا ہے تو پھر شکایت کیسی۔ ہم اس روز قریباً ۲½ بجے ایبٹ آباد پہنچ گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ آج ایبٹ آباد کی رات غیر معمولی گرم ہے۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ نتھیا گلی کی سردی نے ہمارے سردی کے معیار کو بہت بلند کر دیا تھا۔ اس لحاظ سے واقعی ایبٹ آباد میں گرمی تھی۔ اور رات کے نو بجے کے قریب جب ہم سیر سے واپس آئے۔ تو میر محمد اسحاق صاحب کو قادیان سے ایک تار موصول ہوا۔ کہ ان کی اہلیہ مکرمہ مولوی کے امتحان میں اول درجہ پر کامیاب ہوئی ہیں۔ میر صاحب کی خوشی تو ایک مسلمہ تھی۔

آج سے ایک ہفتہ قبل جب میر صاحب سے گفتگو ہوئی اور میری زبان سے یہ دعائیہ فقرہ نکلا۔ کہ اللہ کریم آپ کے گھر کے لوگوں کو کامیاب فرمائے۔ تو میر صاحب نے کہا۔ کہ آپ یہ بھی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اوّل نمبر پر پاس کرے۔ چنانچہ اس روز سے میں قریباً ہر نماز میں ان کی اہلیہ مکرمہ کے لئے یہی دعا کرتا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں اوّل درجہ پر کامیابی عطا فرماوے۔ چنانچہ اس لحاظ سے ان کے اوّل نمبر پر کامیابی کی خوشی مجھے بھی کچھ کم نہ تھی ؛

آج رات مکرم میر صاحب کو تو اس لئے نیند کم آئی۔ کہ انہیں خوشی تھی۔ مگر میری جنگ تمام رات بدستور پسوؤں اور کھٹملوں سے جاری رہی۔ میرے پاس ہی مولوی عبد السلام صاحب لیٹے ہوئے تھے۔ ان کی بھی تمام رات کروٹیں لیتے لیتے ہی گذر گئی۔ رات پہاڑ ہوگئی خدا خدا کر کے صبح نمودار ہوئی۔ آج صبح باوجود رات کی بیداری کو نت سر درد بے چینی وغیرہ کے پھر بھی سیر کو گیا۔ عزیز المکرم بابو احمد اللہ خانصاحب نے چاء کی پر تکلف دعوت دی۔ ان کے ننھے ننھے بچوں کی پیاری پیاری صورت اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور میں ان کے لئے کئی دفعہ دعا کر چکا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آئیندہ بھی مجھے دعا کی توفیق دے۔ بابو صاحب موصوف کی طرف سے یہ اصرار تھا۔ کہ آپ آج کا دن ضرور ٹھیریں اور رات کا کھانا میرے ہاں تناول فرماویں۔ مگر دن پہلے ہی زیادہ صرف ہوچکے تھے۔ اور میں تو صرف ایک ہفتہ کے لئے ہی گھر سے نکلا تھا۔ آج دو ہفتہ سے بھی زیادہ ہونے کو ہیں۔ ہٰذا مجھے مجبوراً عذر ہی کرنا پڑا ؛

۹ بجے کے قریب میر محمد اسحاق صاحب مولوی عبد السلام صاحب ملک عزیز احمد صاحب مانسہرہ اور بالاکوٹ کیطرف روانہ ہوگئے۔ اور میں اور مولوی علی محمد صاحب قادیان کی طرف۔ جب ہماری گاڑی گولڑا اسٹیشن پر پہنچی۔ تو ایک نوجوان خوش وضع بارعب مسلم جنٹلمین گاڑی میں سوار ہوئے۔ ایک دوست نے ان سے میرا ذکر کیا۔ وہ میرے قریب تشریف لے آئے۔ اور سلسلہ کلام شروع ہوا۔ بحیثیت مبلغ اور اڈیٹر کے گفتگو میں مجھے سبقت کرنی چاہیئے تھی۔ مگر اس موقعہ پر میں نیل ہوگیا۔ اور جنٹلمین موصوف برابر مجھ سے مختلف امور اور حالات سفر پر گفتگو فرماتے رہے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا۔ کہ آپ کا اسم گرامی عبد الخالق خانصاحب ہے۔ اور آپ راولپنڈی میں تحصیلدار ہیں۔ ابھی آپ نوجوان ہیں۔ انشاء اللہ آپ بہت جلد ترقی کر جائیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ خانصاحب موصوف کو حسنات دارین کا وارث بنائے۔

خانصاحب نے راولپنڈی اترنے کے لئے کہا۔ مگر میرے لئے سفر کا ریاب کرنا مشکل تھا۔ چونکہ گاڑی میں پسو اور کھٹمل نہیں تھے۔ ہٰذا باوجود کھڑ کھڑاہٹ اور رش کے پھر بھی نیند آگئی۔

وزیر آباد کے اسٹیشن پر ایک خدائی فوجدار جنٹلمین گاڑی میں بلائے ناگہانی کی طرح نازل ہوئے۔ اور جتنے مسافر سوئے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ کہکر کہ ۱۲ بج چکے ہیں۔ جلدی اٹھو۔ سب کو بیدار کرنا شروع کر دیا۔ ان کی اس کرخت آواز سے سب مسافر بے تحاشا اٹھ کھڑے ہوئے میں نے پہلے یہ سمجھا۔ کہ شائد کوئی ریلوے ملازم ہیں۔ اور ریلوے والوں کی طرف سے یہ نیا قانون پاس ہوا ہے۔ کہ ۱۲ بجے کے بعد کوئی مسافر نہ سوئے۔ اس لئے یہ سب کو بیدار یا بیزار کر رہے ہیں۔ مگر پھر ان کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو۔ کہ اوروں کو جگا کر خود لیٹنے لگے۔ مگر دوسرے کب لیٹنے دیتے تھے۔

میں راستہ میں دو جگہ ٹھہرتا ہوا قادیان پہنچا۔ اب ۱۲ ر جولائی ہے۔ اور صبح کے ۹½ بجے میں ایک ہوادار بالاخانہ میں بیٹھ کر جس میں فر فر ہوا آرہی ہے۔ اس مضمون کو ختم کر رہا ہوں۔ اب آپ ہی فیصلہ کیجئے۔ کہ یہ ہوادار بالاخانہ اچھا یا ایبٹ آباد۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھے۔ تو میں یہی کہوں گا ؎

جو سکھ چھجو بھگت دے چبارے اوہ بلخ نہ بخارے

رشتہ کی ضرورت

مسجد اقصیٰ میں دیر سے موذنی کی خدمات ادا کر رہا ہوں۔ میری عمر چالیس سال کے قریب ہے۔ ماہوار آمدن قریباً پندرہ روپے۔ میں رشتہ کا خواہشمند ہوں۔ خط و کتابت اس پتہ پر ہو۔ محمد بولے خاں افغان موذن مسجد اقصیٰ قادیان

مسئلہ گائے پر چند خیالات

(از جناب خان بہادر میرزا سلطان احمد خانصاحب)

سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار نور ۳ر اپریل

KHILAFAT LIBRARY

جب پیشہ زراعت ایسا مباح اور جائز ہے اور اس پیشہ پر انسانی جماعتوں کا بہت کچھ مدار اور گذران ہے۔ تو پھر اگر زمیندار حفاظت اور افزائش گائے کے خواہشمند ہوں۔ اور اس ضرورت کی وجہ سے اس پر زور دیا جائے۔ تو اس میں قباحت ہی کیا ہے۔ مسلمان زمیندار پہلے ہی سے گائے اور نسل گائے کی حفاظت اور افزائش میں ساعی رہتے ہیں۔ اور دن بدن یہ ضرورت اور بھی لازمی ہوتی جاتی ہے۔

جس طرح گھوڑوں کی حفاظت اور افزائش نسل ضروریات جنگ اور ضروریات سواری کی خاطر ایک خصوصیت رکھتی ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں ہی نہیں۔ بلکہ مصر اور دیگر زرعی ممالک میں بھی گائے کی ضرورت ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ہنود حفاظت اور افزائش گائے سے اپنے نقطہ خیال سے مطمئن ہوں۔ خود مسلمانوں کو بھی اس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ زمیندارہ ضروریات کے اعتبار سے ہندو۔ سکھ۔ عیسائی اور مسلمان سب کے سب برابر ہیں۔ تنظیمی یا مذہبی نقطہ نظر سے البتہ ہنود کی دلجوئی متصور ہے۔ اگر ہم وطنی اور ہم اغراض کی جہت سے ہندوستان کی دیگر اقوام کی جانب سے ایسی دلجوئی ہو سکے تو اس میں قباحت ہی کیا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس میں ہنود کی خود غرضی ہے۔

ہاں خود غرضی ہے۔ لیکن ایسی خود غرضی اگر اس شرط سے ہو۔ کہ مسلمان خلاف احکام شریعت گائے کو حلال سے حرام قرار دیں۔ تو یہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی ایسی جرأت کر سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ خود غرضی ضروریات زرعی اور محض دلجوئی کے حاصل کرنے کے واسطے ہستی پذیر ہے سو اس میں مسلمانوں کا کیا نقصان ہے؟

ایک ملک میں رہ کر اور بعض ایک ہی قسم کی اغراض کے تحت ہو کر اس قسم کی مراعات اور بردباری سے کنارہ گزین ہونا سوشل اور اقتصادی نقطہ نظر سے بھی بعید ہے۔ اگر ہنود اور عیسائی بعض اسی قسم کی باتوں میں اب تک ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں فراخ دل ثابت نہیں ہوئے تو کیا یہ فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ کہ ہماری بردباری اور ان مراعات کے بعد بھی وہ کسی نہ کسی دن رفتہ رفتہ ہمارے نزدیک نہیں ہوتے جائیں گے۔

بعض صاحبان کا یہ خیال ہے۔ کہ چونکہ دنیا کے بعض حصوں یا کل حصوں میں گائے کی تکریم ہوتی تھی۔ اسی واسطے گاؤکشی کی تکریم مٹانے کے لئے نبیوں نے خصوصیت سے ذبح گاؤ پر زور دیا۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے جب شام کے ملک اور مصر میں گاؤ پرستی دیکھی۔ تو ذبح گاؤ پر زور دیا۔ بنی اسرائیل میں بے شک کچھ دنوں گوسالہ پرستی ہوئی۔ مگر کسی اور ملک اور قوم میں معبود کے رنگ میں گوسالہ نہیں پوجا گیا۔ البتہ زرعی یا تنظیمی نکتہ خیال سے گائے کی حفاظت پر زور دیا جاتا رہا۔

ابراہام علیہ السلام نے جیسے کہ بائیبل سے پتہ چلتا ہے گاؤ پرستی کی وجہ سے کبھی ذبح گاؤ نہیں کی۔ اور نہ اس کی بابت خصوصیت سے کوئی حکم ہے۔ کتاب پیدائش باب ۱۵ میں آیا ہے:-

"تب اس نے کہا۔ کہ میں خداوند ہوں۔ جو سکریون کے اور سے نکال لایا۔ کہ تجھ کو یہ ملک میراث میں دوں اور اس نے کہا۔ کہ اے خداوند خدا کیونکر جانوں کہ میں اسی کا وارث ہوں گا۔ اس نے اس سے کہا۔ کہ تین برس کی ایک بچھیا اور تین برس کی بکری اور تین برس کا مینڈھا اور ایک قمری اور ایک کبوتر کا بچہ میرے واسطے لو۔ اور اس نے اس کے واسطے یہ سب کچھ لیا۔ اور ان کو بیچ سے دو ٹکڑے کیا۔"

باب ۱۸ میں ہے۔ کہ ایک موٹا تازہ بچھڑا لے کر تین شخصوں کی ضیافت کی۔

باب ۲۲ پیدائش میں ہے۔ کہ اسحاق قربانی کے وقت جب خداوند نے قربانی پسر نہ کرنے کا حکم دیا۔ تو ابراہام نے اپنے عقب میں ایک مینڈھا دیکھا۔ اور اس کی قربانی دی۔ ساری بائیبل میں ابراہام کی قربانیوں کی بابت جہاں تک مجھے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ یہی ذکر ہے۔ اگر گاؤ کی قربانی بوجہ شرک مٹانے اور ازالہ تکریم گائے کے ضروری اور لازمی تھی۔ تو بکروں۔ مینڈھوں اور قمری اور کبوتر کی قربانی کی کیا ضرورت تھی۔ کیا بکرے مینڈھے اور قمری و کبوتر کی بھی پرستش ہوتی تھی۔

ان قربانیوں میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں آیا کہ گائے کی قربانی بوجہ ازالت تکریم گائے اور دفع شرک یا پرستش کے کی جاتی ہے۔ مجھے تو بائیبل سے یہ ثبوت نہ ملا۔ کہ حضرت ابراہام علیہ السلام نے بوجہ گاؤ پرستی کے گاؤکشی کی طرف خصوصیت سے توجہ کی تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ خدائی مہمانوں کے واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک موٹا بچھڑا ذبح کیا تھا۔ تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوا۔ کہ یہ بچھڑا صرف گائے کی تکریم دور کرنے کے لئے ذبح کیا گیا تھا۔ اس کا ثبوت بائیبل سے تو کہیں ملتا نہیں۔ اگر واقعی یہی بات تھی۔ تو پھر بکرا۔ مینڈھا۔ قمری اور کبوتر کیوں ذبح کیا گیا۔ کیا ان کی بھی تکریم ہوتی تھی!؟

صرف اس خاطر کہ ایک ہمسایہ قوم گاؤکشی سے پرہیز کرتی ہے۔ خواہ مخواہ ابراہام کی قربانیوں کا گائے کے سر تھوپنا میری رائے میں ملکی رواداری سے بعید ہے اگر فی الواقعہ یہی بات تھی۔ تو پھر اسلام کا یہ پہلا حکم ہونا چاہیئے تھا۔ کہ جہاں دیکھو گائے کو مارو۔ کیونکہ اس کا ذبح کرنا بنیاد شرک اور ارتداد کو مٹاتا ہے۔ محمود مرحوم سومنات کے بتوں پر جا کر بت شکن تو بن گیا۔ اس نے بارہ حملوں میں یہ تو کبھی نہ کہا۔ کہ خصوصیت سے گاؤکشی کی جائے۔ کیونکہ بت تو صرف مندروں میں ہی ملتے تھے۔ گائیں تو ملک کے ہر حصہ ہر طرف جنگلوں۔ بیابانوں چاہات اور گلی کوچوں میں بآسانی مل سکتی تھیں۔ بجائے چند بتوں کے توڑنے کے گائے کے لاکھوں زندہ بت شکستہ ہوتے اور ہندوستان سے شرک کی بنیاد اکھڑ جاتی

سورہ ہود کی ایک آیت ولقد جاءت رسلنا ابراہیم بالبشری قالوا سلاما قال سلام فما لبث ان جاء بعجل حنیذ فلما را ایدیہم لا تصل الیہ نکرہم واوجس منہم خیفة قالوا لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط

تبلیغ کی بہترین تدبیر

(از قلم مولانا عبد الکریم خانصاحب میرٹھی)

KHILAFAT LIBRARY

مسلمان صدیوں سے خواب خرگوش میں مدہوش ہیں اپنی زندگی کی علت غائی کا احساس کیا معنی خود اپنی ہستی ہی کو فراموش کئے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ روز بروز قعر تنزل کی روز افزوں پستی اور تاریکی میں غرق ہوتے جاتے ہیں۔ ہر چند قدرت تازیانہ بر تازیانہ لگا رہی ہے۔ مگر ہم ایسے بے حس ہو گئے ہیں۔ کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ سیاسی انتزاع سے بھی کچھ ہوش نہ ہوا۔ اور چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی کا حربہ بھی ناکام ثابت ہوا۔ تو ہم کو بیدار کرنے کے لئے اس مغلوب قوم کو تعینات کیا گیا۔ جو صدیوں تک محکوم رہ چکی ہے۔ اور قرائن و آثار کہہ رہے ہیں۔ کہ اعلیٰ طبقہ کا مقابلہ تو ہمارے لئے دشوار نہیں محال ہو چکا ہے۔ ادنیٰ طبقہ بھی ہم سے سبقت لے جاتا نظر آتا ہے۔

غنیمت ہے۔ کہ پیہم ریشہ دوانیوں اور مسلسل یورشوں پر بالآخر تبلیغ کا کچھ احساس نمایاں ہو گیا ہے۔ چند سال سے تبلیغ کے لئے شور و شغب کی ہائے پکار کانوں میں آنے لگی ہے۔ غور اور انصاف سے دیکھا جائے تو یہ امر بہت مشتبہ ہے۔ کہ ابھی ہم نے من حیث المجموع کوئی نتیجہ خیز قدم بھی اٹھایا ہے؛ دیگر اہل مذاہب اپنی تبلیغی کوشش میں جس سرگرمی سے منہمک ہیں۔ اس کا مقابلہ تو بہت دشوار ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ ہم ہاتھ پیر چھوڑ دیں۔ اور تھک کر بیٹھ جائیں۔ فی الاصل اگر ہم میں کامل ایمان اور صحیح احساس ہو تو۔ یہ مقابلہ حوصلہ کو پست ہمت اور مایوس کرنے کے بجائے بہت ہی نتیجہ خیز اور مبارک مہمیز ثابت ہو سکتا ہے۔

مسیحی مشنوں اور شدھی سبھاؤں سے مرعوب و مایوس ہونے کی بجائے ہمارے جذبۂ غیرت کو زندہ اور توانا ہونا چاہیئے۔ نہ صرف عبرت کے لحاظ سے بلکہ چشم بصیرت سے دیکھا جائے۔ اور اپنے حقیقی فرائض کا احساس کیا جائے۔ تو ہمارے صریح مخالف بھی ہمارے سرگرم معاون ہیں۔ جو خس و خاشاک کو دُور کر کے ہمارے ہی لئے تخم ریزی کے لئے زمین تیار کر رہے ہیں۔ یہ اچھوت اقوام کا ناپید اکنار میدان ہے۔ جو اسلام کے ابر کرم کا سب سے زیادہ محتاج و طلبگار ہے۔ ہم کو اعتراف کرنا چاہیئے۔ کہ ہم ابھی سوتے بچار ہی میں ہیں۔ اور ان طبقات میں مخالفوں کی فتوحات جڑ پکڑ چکی ہیں۔ اور اگر ہماری غفلت کی یہی حالت رہی۔ تو وہ دن دور نہیں۔ جب کہ کسی دن سیاسی انقلاب کا طوفان ہمیں نہ صرف زیر و زبر کر دے گا۔ بلکہ پست ترین درجہ میں پہنچائے گا۔

ہندوستان میں سیاسی انقلاب سے موجودہ اقوام کا کچھ بھی انجام کیوں نہ ہو۔ اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کو کوئی زوال نہیں۔ کوئی معاند اس کو کسی طرح چشم زخم نہیں پہنچا سکتا۔ علم کے عروج کے ساتھ نور فطرت کا ظہور پذیر ہونا ضرور ہے۔ منشاء الٰہی بالضرور پورا ہو کر رہے گا۔ لیکن افسوس صد افسوس اس مبارک ساعت کے قریب لانے میں غالباً ہمارا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

تلقین و تبلیغ کی بہترین شکل محض خلوص عمل ہے۔ بدقسمتی سے یہی مفقود و معدوم ہے۔ نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ بلند بانگ و باطن ہیچ دعاوی کا لازمی نتیجہ ہے۔ کہ نفرت و حقارت کا تخم پرورش پائے۔ اور اس کا تلخ ثمر عناد و فساد کا مکروہ بلکہ مہلک پھل لائے۔ پس اسلام کو سب سے بڑا خطرہ مخالفین اسلام سے نہیں۔ بلکہ اسلام کے ان نادان دوستوں سے ہے۔ جو باہمی خانہ جنگی ہی کو سب سے بڑی کارگذاری سمجھتے یا صرف فروعی و سطحی تدابیر پر بس کرنا کافی سمجھتے ہیں اور حقیقی وسائل سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔

مناظرہ و مباحثہ کا سلسلہ بجائے خود کسی حد تک ضروری و لازمی ہے۔ تبلیغی مجالس کا انعقاد بعض حالات میں یقیناً بہت کچھ مفید و نتیجہ خیز ہے۔ لیکن موجودہ علمی دور میں تبلیغ کا سہل ذریعہ بالخصوص تعلیم یافتہ طبقہ میں نشر و اشاعت ہے۔ بائیبل برائے نام قیمت پر بلکہ مفت پہنچائی جاتی ہے۔ آریہ لٹریچر بھی مسیحی لٹریچر کے قدم بقدم چلنے میں سرگرم نظر آتا ہے لیکن قرآن شریف سے ہمارے انتہائی شغف بلکہ لازوال و بے مثل عشق کے باوجود کلام الٰہی کی عالمگیر اشاعت کی طرف ہماری توجہ ہنوز مطلقاً مبذول نہیں ہوئی ہے۔ حالانکہ اس کی اہمیت سب سے اوّل ہے۔ اور یہ سب سے بڑھکر سہل ہے۔ اور اس کی بہترین صورت کو جلد سے جلد اختیار کرنا لازم ہے۔ لائبریری میں ہر مدرسہ میں ہر تعلیم یافتہ کے ہاتھ میں ایک نسخہ پہنچانے کی فکر ازبس ضروری ہے۔ اگر مادری زبان میں اشاعت ہی مفید و نتیجہ خیز ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ عظیم الشان کام انفرادی مساعی جمیلہ سے سرانجام نہیں پا سکتا۔ اجتماعی کوشش درکار ہے۔ اور کسی مخلص کو ہمہ تن اس مبارک کام میں سرگرم ہونا چاہیئے کہ ہندوستان کی ہر مقتدر زبان میں ترجمہ ہو۔ اور گورمکھی میں سب سے اوّل اشاعت قرآن کی سرگرم کوشش کی جائے۔ کیونکہ تمام اقوام ہند میں سکھ قوم ہی اقرب الی الاسلام ہے۔ اور سکھوں میں اشاعت اسلام نسبتہً نہ صرف آسان ہے۔ بلکہ گوناگوں برکات کا سرچشمہ ہے۔ فتدبر۔ (مسلم)

عورتوں پر رحم کرو،

وہ دل کہ کھیلتا رہتا تھا عشرت کے رنگین پھولوں سے
تقدیر کی غارت گریوں سے ویرانہ سا ویرانہ ہے

(۱)

دور اس پار درختوں کے جھنڈ میں ہمیں ایک چھوٹا سا گاؤں دکھائی دیتا ہے۔ مکانات کی خستہ حالت ہمیں بتا رہی ہے۔ کہ اس کے باشندے کوئی زیادہ امیر نہیں ہیں۔ ایلو! ہمیں اس طرف سے ایک آدمی بھی آتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ذرا اس کے لباس پر تو غور کرو۔ کیا اس امر میں ذرا بھی شک و شبہ کی گنجائش ہے۔ کہ چھ ہفتہ نہیں تو پانچ ہفتہ ہی سے اسے زیب تن کئے ہوئے ہے۔ اور دھونا تو کجا اسے پانی سے چھوا تک نہیں۔

اس شخص نے نزدیک آ کر ہمیں "گڈ مورننگ" کہا جس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ کسی حد تک تعلیم یافتہ ہے۔ لیکن باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے لباس کی اس حالت کو دیکھ کر ہماری حیرت میں اور بھی اضافہ ہوا جاتا ہے!

KHILAFAT LIBRARY

(۲)

ہم اس کے چہرہ کو بہت ہی پژمردہ پاتے ہیں۔ جیسے کہ اس کو کسی سخت صدمہ کا سامنا ہُوا ہے۔ پہلے تو ہمارے استفسار پر اس نے چنداں غور نہ کیا۔ اور خاموش رہا۔ آخر جب بہت ہی زور دیا گیا۔ تو معلوم نہیں کس خیال کے آنے کی وجہ سے اس نے حال دل پر آبلہ اس طرح بیان کرنا شروع کیا:۔

کلیجہ تھام لوگے جب سنوگے
نہ سنو لئے خدا شیون کسی کا

جیسا کہ آپ کو معلوم ہی ہے۔ ہمارے گاؤں کی حالت بہت ہی خستہ ہے۔ اکثر لوگوں کو تو لباس بھی نصیب نہیں ہوتا۔ ہاں! اس گاؤں میں صرف اور صرف دو خاندان ایسے ہیں۔ جو اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ ور ہیں۔ اور انہی میں سے ایک کا "میں" فرد ہوں۔

میرے پتا نے بوجہ متموّل ہونے کے مجھے گورنمنٹ ہائی سکول متری میں جو کہ وہ سامنے دکھائی دے رہا ہے۔ اور اگر میرا خیال غلطی نہیں کرتا۔ تو جہاں سے آپ تشریف لا رہے ہیں داخل کر دیا۔

پرماتما کی کرپا سے میں ذہین واقع ہُوا تھا۔ اس لئے وظیفہ حاصل کرتے ہوئے والدین کے بوجھ کو کم کرنے میں میرے لئے کوئی چیز مخل نہ ہو سکی۔

جب میں نفتھ ہائی کلاس میں تھا۔ اس وقت میرے کانوں میں اکثر یہ آواز پہنچا کرتی تھی کہ:۔

"لاجو روجوان ہو گیا ہے۔ دسویں جماعت پاس کرنے پر اس کی شادی کر دینی چاہیئے"

میں شادی کے مضمون پر غور کرنے لگا۔ اور اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ کیونکہ انسان کی فطرت میں "محبت" کا بہت بڑا دخل ہے۔ اس لئے ضرور ہے۔ کہ خدا نے کوئی ایسی چیز بھی پیدا کی ہو۔ جس کی غرض و غایت ہی یہ ہو۔ کہ اس سے "محبت" کی جائے۔ اس گرانقدر چیز کے حصول کے لئے جدوجہد کا دوسرا نام "شادی" ہے۔

(۳)

جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔ ہمارے گاؤں میں ایک خاندان ایسا بھی ہے۔ جو ہمارے خاندان سے زیادہ متموّل سمجھا جاتا ہے۔ میں بچپن میں اس خاندان کی ایک لڑکی جسے اس کے اچھے اطوار اور اخلاق کے لحاظ سے "نیک سیرت" کے نام سے پکارنا چاہیئے کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ میں اس کی عادات و اطوار سے اچھی طرح واقف ہو چکا تھا۔ اس کا مزاج میرے مزاج سے قریباً ملتا جلتا تھا میں اس سے محبت کرنے لگا۔ اور بعض قرائن سے مجھے معلوم ہُوا۔ کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرنے لگی ہے۔

ہم ہر روز مخفی طور پر ملاقات کرتے تھے۔ میں اسے ہمیشہ "میرے دل و جان کی ملکہ" کے پیارے نام سے مخاطب کرتا تھا۔ اور میں واقعی اپنے دل و جان کی "ملکہ" تصور یقین کرتا تھا۔ یہ شعر وردِ زبان رہتا تھا ؎

تیر پر تیر چلاؤ تمہیں ڈر کس کا ہے
اے میری جان! یہ سینہ یہ جگر کس کا ہے

لیکن فلک کج رفتار کو ہماری مسرت بے پایاں پھوٹی آنکھ بھی نہ بھاتی تھی۔ وہ شاہراہ محبت کے ان بے کھٹکے چلے جانے والے مسافروں کو اس طرح شادمانی سے گامزن دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھا جاتا تھا۔ آخر ہماری اس محبت کا علم "نیک سیرت" کے والدین کو ہو گیا۔ ہماری ملاقات منقطع ہو گئی۔ نیک سیرت پر اس وقت میری وجہ سے ہاں صرف میری وجہ سے جو جو ظلم توڑے گئے۔ ان کے بیان سے زبان قاصر ہے۔ ادھر میری حالت دن بدن بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ آخر میرے والدین نے انہی کے ہاں شادی کے لئے زور دیا۔ انہوں نے بھی جب دیکھا۔ کہ نیک سیرت اس کے بغیر بچتی نظر نہیں آتی۔ تو وہ بھی راضی ہو گئے۔

آخر بڑی دھوم دھام سے ہماری شادی ہو گئی۔ اس وقت ہماری جو حالت تھی۔ اس کے بیان کرنے سے زبان قاصر ہے۔

(۴)

ہم دونوں عیش سے زندگی بسر کرنے لگے۔ میں اسے ہمیشہ "ملکہ" کے لفظ سے ہی پکارتا تھا۔

تو من شدی من تو شدی تو جان شدی من تن شدی

والا معاملہ تھا۔ ایک دن میں گھر میں بیٹھا تھا کہ چٹھی رساں نے آواز دی۔ میرے ایک دوست نے ایک کتاب تحفتہً بھیجی

- - - - - - - - - - - - - - - -

تھی۔ میں نے اسے کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ سامنے ایک ہیبتناک عبارت ہے:۔

"عورت کی فطرت میں . . . . . ہے۔ لہذا پہلی عمر میں اس کی نگرانی باپ اور جوانی میں خاوند۔ اور بڑھاپے میں بیٹا کرے۔ کیونکہ وہ کسی عمر میں بھی قابل اعتماد نہیں"

"ان کو بھیڑ بکریوں کی طرح اپنی ملکیت سمجھو اس کے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے کو بھرشٹ سمجھو۔ خاوند کے ساتھ مل کر کھانا کھانا اس کے لئے گناہ کبیرہ خیال کیا جاوے۔ عمدہ خوراک مردوں کے لئے ہے۔ نہ کہ عورتوں کے لئے"

"عورت پیر کی خاک ہے۔ اس سے جس طرح چاہو سلوک کرو۔ عورت علم نہ پڑھے۔ کیونکہ یہ اس قابل نہیں ہے"

اس عبارت کے پڑھتے ہی میرے تن بدن میں آگ سی لگ گئی کہ اس ذلیل ترین ہستی کی میں منتیں کرتا ہوں۔ اس ذلیل ترین ہستی کے ساتھ میں انسانوں سا نہیں۔ بلکہ بادشاہوں سا برتاؤ کرتا ہوں! میری حالت فوراً متغیر ہو گئی۔ محبت کی جگہ نفرت نے لے لی۔ میں اپنی پہلی زندگی پر متاسف تھا۔ کہ کیوں میں اتنی دیر ضلالت میں رہا کیوں نہ مجھے پہلے ہی ان "شرعی احکام" کا علم ہُوا۔ تا میں پہلے ہی سے "نیک سیرت" کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھتا؟

وہ چہل پہل جو کہ گھر میں رہا کرتی تھی موقوف ہو گئی۔ اب ہنسی دل لگی کا نشان نہیں۔ دماغ سے کبھی کبھی ان کو بھیڑ بکریوں کی طرح اپنی ملکیت سمجھو۔ ان سے شودروں کا سا برتاؤ کرو۔ عورت پیر کی خاک ہے۔ اس سے جس طرح چاہو سلوک کرو۔ کے الفاظ محو نہ ہوتے تھے :-

KHILAFAT LIBRARY

(۵)

نیک سیرت کو اس تغیر پر سخت حیرت ہوئی - پہلے زبان کسی کے متعلق "پیاری" "پیاری" کے الفاظ کہتی نہ تھکتی تھی - اب اس کے ساتھ ایک بات تک کرنی گوارا نہیں وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں مجھ سے "رحم" اور "عفو" کی درخواست کرتی تھی - مگر ہائے میری سنگدلی - .... نفرت بڑھتے بڑھتے اس درجہ پر پہنچ گئی - کہ میں اس کو دیکھنا پسند نہ کرتا تھا -

آخر نیک سیرت "عورت ذات" تھی - وہ کب تک ان صدمات کو سہتی - اسے بخار ہونا شروع ہو گیا - رفتہ رفتہ مرض نے ہولناک صورت اختیار کر لی - اور "دق" کی شکل میں ظاہر ہوئی -

(۶)

آہ! نیک سیرت - پیاری نیک سیرت کی حالت نازک ہو گئی - میرا دل اس کی حالت دیکھنے کی تاب نہ لا سکا - اور رجوع کی طرف رغبت ہوئی - لیکن مجھے کیا معلوم تھا - کہ پیاری نیک سیرت مجھے اتنی جلدی داغ مفارقت دینے والی ہے - میں صبح ابھی اٹھا ہی تھا - کہ کسی نے آ کے مجھے کہا - کہ

نیک سیرت کوچ کر گئی

میں اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکا - اور فوراً بیہوش ہو گیا - جب مجھے ہوش آئی - تو میرے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا - جس پر ذیل کی عبارت تحریر تھی - کہ :-

پیارے لال

تھک گیا درد بھی اٹھتے اٹھتے

اب کلیجہ بھی رہا جاتا ہے

اب میرے مرض نے طول پکڑا ہے - اور میں اس سے جانبر ہوتی نظر نہیں آتی - اس لئے چند باتیں آپ کو کہنے کے لئے بیچین ہوں - کیونکہ اگر میں نے یہ نہ کہیں - تو میرے دل پر بار رہ جائیگا -

آپ نے مجھ بیکس کا دل نہایت بیدردی سے توڑا - آہ! آہ میری خوشی و اطمینان کے دن گذر گئے - مجھے آپ سے ہرگز یہ توقع نہ تھی - کہ آپ بھی ایسی "سنگدلی" کے مرتکب ہو سکتے ہیں - آہ! میں نے بہتیرا صبر کیا - مگر نا کجا جب آپ کا دل ہی مجھ سے بھر گیا - تو اب میں زندہ رہوں تو کس سے لئے - اس لئے آج ہی میں داعی اجل کو لبیک کہتی ہوں ؎

پیارے آخر میں میں اپنے ان گناہوں کا اعتراف کرتی ہوئی جن کی وجہ سے مجھ بدبخت کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہے - معافی کی خواستگار ہوں ؎

خط میں حال دل پر آبلہ ہم نے جو لکھا

نامہ بر پھوٹ کے رونے سے سیاہی کیا کیا

غم نصیب آپ کی

"کنیز جسے آپ کبھی نیک سیرت کے دلربا نام سے یاد کیا کرتے تھے"

میں اس وقت سے ہمیشہ اس کی اس پیاری تحریر کو سینہ سے لگائے رکھتا ہوں - تا اس کی یاد میرے دل میں ہمیشہ تازہ رہے - آہ! میں نے اس بے بس پر سخت ظلم کیا - معلوم نہیں اس کے بدلہ میں میرے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جاوے - پرماتما! تو ہی کرپا کر! آہ! میرے لئے خوشی کا دن کب آئے گا - اس وقت سے آج تک مجھے سونا نصیب نہیں ہوا - مجھے تن بدن کی خبر نہ رہی - پیٹ بھر کے کھانا نہیں کھایا - خدایا وہ دن لا - جبکہ میں بھی اپنی پیاری کی طرح چین سے سو جاؤں - اور پھر مجھے اس دردبھری دنیا کی کوئی خبر نہ ہو"

اس نے ایک آہ بھری اور خاموش ہو گیا - بعد میں بہتیرے سوال کئے گئے - مگر اس نے ایک بھی جواب نہ دیا آخر "گڈ بائی" کہتے ہوئے وہ باچشم پرنم آہیں بھرتا ہوا چل پڑا -

ہم محو حیرت کھڑے کے کھڑے رہ گئے - کبھی دل میں خیال آتا - کہ اس کتاب کی تعلیم کیسی خوفناک ہے - کبھی خیال آتا - کہ لاجو نے باوجود اس کے کہ نیک سیرت کے خاندان سے کم حیثیت رکھتا تھا - اس کے ساتھ ایسا روح فرسا سلوک کیا - تو وہ لوگ جو کہ خود امیر ہوں اور ان کی بیوی غریب گھرانے سے ہو - اس کے ساتھ کیا سلوک روا رکھتے ہونگے - دوسرے مجھے یہ خیال آتا - کہ غربا جن کو لڑکی آسانی سے نہیں ملتی - ان کی ایسی حالت ہے - تو امراء جنہیں عام طور پر کسی قسم کی دقت پیش نہیں آتی - وہ کیا کیا ظلم کرتے ہوں گے میں اسی ادھیڑبن میں تھا - کہ پیچھے سے کسی کے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی - کیا دیکھتے ہوں - کہ مسٹر رشید مجھے بلا رہے ہیں - (از خالد)

اکسیر البدن کا معجزہ

جناب مولوی غلام محمد صاحب احمدی مدرس سکول مچھرالہ ضلع شیخوپورہ سے لکھتے ہیں "میں نے ۱۲ ارجون کو آپ کی دوا اکسیر البدن کا استعمال شروع کیا - ابھی آٹھ دن کی دوا باقی ہے - ان ۲۲ روز کے استعمال سے طاقت میں زمین و آسمان کا فرق ہے - پہلے پاؤ بھر دودھ ہضم نہ ہوتا تھا - اور اب ہر روز ڈیڑھ سیر پختہ سے بھی زیادہ بھینس کا دودھ ہضم کر رہا ہوں" دنیا کی سب باتیں عمدہ صحت کے ساتھ وابستہ ہیں - اگر آپ کی صحت اچھی ہے - تو آپ خدا کی عبادت بھی بجا لا سکیں گے - خوب محنت سے روپیہ کما کر بال بچوں کو بھی کھلا سکیں گے - اگر صحت اچھی نہیں - تو زندگی آپ کے لئے وبال ہے - لہذا اگر آپ عمدہ صحت کے خواہشمند ہیں - تو آپ کو آج سے ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے - جو آپ کے اعضاء رئیسہ اور شریفہ پر حیرت انگیز اثر ڈالیگی - دنوں میں ہی بدن میں غیر معمولی طاقت بھر دیگی - اگر آپ کمزور ہیں - تو آپ کو زور آور بنائیگی - اگر زور آور ہیں تو شہ زور - اگر جوان ہیں تو آپ کی جوانی کی حفاظت کریگی - اگر بوڑھے ہیں تو بڑھاپے کے عوارض سے بچائیگی - قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے محصولڈاک علاوہ ؎

پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

کانپور میں مرغی کے انڈے میں سے گائے کا بچہ

۱۱ - محرم - آج کے روز کانپور محلہ کمال خاں کے احاطہ میں ایک آدمی کے گھر میں مرغی کے انڈے میں سے گائے کا ایک بچہ پیدا ہوا ہے - جو بالکل چھوٹا سا ہے - اس کی چار چھوٹی چھوٹی ٹانگیں اور ایک چھوٹی سی دم اور منہ بھی ہے - یہ خبر شہر میں بجلی کی طرح پھیل گئی - لوگ جوق در جوق دیکھنے آ رہے ہیں - اور دیدہ

KHILAFAT LIBRARY

اکسیر البدن حضور آپکو کیا فائدہ دیگی

(۱) موسمی عوارض۔ بخار۔ نزلہ۔ زکام و کھانسی وغیرہ سے آپ کی حفاظت کریگی (۲) پٹھوں کو مضبوط بنائے گی (۳) دل و دماغ کو تقویت دیگی (۴) گندے خون کو صاف
[کر]کے عمدہ خون کو پیدا کرے گی (۵) جسم کو چست بنائیگی (۶) دل میں نئی امنگ (۷) اعضاء میں نئی ترنگ (۸) اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کریگی (۹) معدہ کو تقویت دیگی (۱۰) اگر
آپ جوان ہیں۔ تو آپ کی جوانی کی حفاظت کریگی (۱۱) اگر آپ بوڑھے ہیں۔ تو بڑھاپے کے عوارض سے آپ کو بچائیگی (۱۲) اگر آپ کمزور ہیں۔ تو آپ کو زور آور بنائے گی (۱۳) اگر
آپ زور آور ہیں۔ تو آپ کو شہ زور کریگی۔ غرضیکہ اکسیر البدن کے استعمال کے بعد آپ خوب محنت کرکے روپیہ کما سکیں گے۔ جس سے آپ کے بال بچے خوشی سے زندگی بسر کریں گے۔
[او]ر عمدہ صحت پاکر آپ خدا کی عبادت بھی خوب بجالائیں گے۔ اور آپ خدا کی خوشنودی حاصل کرکے دین و دنیا میں کامیاب ہوں گے۔ لہٰذا اگر آپ کو اپنی صحت کا کچھ بھی خیال ہے۔ جس
[کے] بغیر بلاشبہ انسان زندہ درگور ہے۔ تو پھر آپ کو آج سے ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے (صہ) محصولڈاک علاوہ ؛

پلیڈر ہائی کورٹ کی شہادت

جناب محمد یعقوب خاں صاحب بی۔ اے پلیڈر ہائی کورٹ پنجاب گورداسپور سے لکھتے
[ہ]یں۔ کہ "میں نے آپ کی ساختہ دوائی اکسیر البدن قریباً ایک ماہ استعمال کی۔ اور میں نہایت خوشی
[سے] اس بات کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ میں نے اس دوا کو جسمانی اور دماغی کمزوریوں کیلئے بہت
[م]فید پایا۔ وہ لوگ جنہیں دماغی کام کرنا پڑتا ہو۔ انہیں یہ دوا ضرور استعمال کرنی چاہیئے"۔

ایک سٹیشن ماسٹر کی شہادت

جناب شیخ فضل کریم صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور ضلع کیمبل پور سے لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے گذشتہ
رمضان میں آپکی تیار کردہ اکسیر البدن ایک ماہ کی خوراک آپ سے منگوائی تھی۔ میں اس کے استعمال سے
اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ واقعی یہ دوا آپ کے اشتہار کے مطابق اپنے اندر فوائد رکھتی ہے۔ بدن میں
چستی چالاکی پیدا کرتی ہے۔ دماغ کو توانا دیتی ہے۔ تھکان دُور کرتی ہے۔ قبض کشا ہے۔ زکام
نزلہ وغیرہ کی شکایت رفع کرتی ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس مفید چیز سے ضرور فائدہ اٹھائیں"۔

ایک حکیم کی شہادت

جناب حکیم پیراج الحق صاحب نعمانی سرساوی لکھتے ہیں۔ کہ "یہ دوا مجھے نہایت
[م]فید ثابت ہوتی ہے۔ اعصابی کمزوری درد کمر جاتا رہا۔ نزلہ کی شکایت اور
[س]ستی کافور ہوگئی۔ بھوک کھل گئی۔ میں ظنّی خیال سے کہہ سکتا ہوں کہ بے شک
[یہ] دوا ہر مرد و عورت پیر و جوان کے لئے مفید ہے"۔

اکسیر البدن نے میری کایا پلٹ دی

جناب مراد بخش صاحب خلائی کوہاٹ چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ کہ جب سے اکسیر البدن کا استعمال شروع
کیا ہے۔ پٹھوں میں درد کی جو شکایت تھی رفع ہوگئی ہے۔ سستی میں کمی ہے۔ دماغ میں اٹھتے وقت جو چکر آتا تھا جاتا
رہا۔ دماغی کمزوری دن بدن دور ہو رہی ہے۔ پہلے درد کمر بہت رہتا تھا۔ اب دو روز سے بالکل آرام ہے۔
پیٹ میں جو گڑگڑاہٹ تھی وہ جاتی رہی اب تو بھوک خوب لگتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا جادو اثر ہو سکتا ہے۔ اسی
کو تو اکسیر کہتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنی پیاری صحت کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو فی الفور اس کا استعمال شروع کریں۔ جس سے
آپ نئی زندگی حاصل کرینگے؛

جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد۔
چہرہ زرد۔ طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سال ہا سال کے
تجربہ سے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی عشرہ قیمت بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی مگر محض اس دعا کی شہرت اور لوگوں کو یقین دلانے کی خاطر ابتداء
میں اسکی قیمت برائے نام صرف ایک روپیہ چار آنے مقرر کی جاتی ہے۔ بعد میں پانچ روپے کر دی جائیگی۔ خواہشمند جلد درخواستیں بھیجیں۔ بالضرور درخواست آنے پر تعمیل ہوگی۔
جن لوگوں کی درخواستیں پہلے آئیں گی۔ انہیں ترجیح رہے گی؛

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب

اپنی پیاری آنکھوں کی حفاظت کرو

KHILAFAT LIBRARY

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ دنیا میں آنکھیں بڑی نعمت ہیں۔ بغیر آنکھوں کے دنیا اندھیر ہے۔ آنکھیں ہیں۔ تو سب کچھ۔ مگر لوگ آنکھوں جیسی نعمت کی طرف کم توجہ کرتے ہیں۔ شروع میں بے پرواہ رہتے ہیں۔ جب آہستہ آہستہ کم نظری۔ گکرے۔ جالا۔ پھولا۔ دھند۔ موتیابند وغیرہ کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت فکر پڑتی ہے۔ اور حکیموں وغیرہ کی طرف دوڑتے ہیں حالانکہ عقلمند وہی ہے۔ جو قبل از وقت ہی خطرہ کے دور کرنے کا اپاؤ کرے۔ جو لوگ آنکھوں کی حفاظت سے غفلت کرتے ہیں۔ اور آنکھوں جیسی بے بہا نعمت کے لئے سال بھر میں تین چار روپیہ بھی صرف کرنے سے کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔ گویا وہ اپنے ہاتھوں اپنی پیاری اور عزیز چیز کو ضائع کر کے خود اپنے لئے دنیا اندھیر بنا لیتے ہیں۔ آنکھوں کے لئے عمدہ سرمہ کے انتخاب کے واسطے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ جس طرح خراب دوا بیماری کے گھٹانے کی بجائے بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح خراب سرمہ بجائے مفید ہونے کے مضر بیٹھتا ہے۔

ہم نے اپنے موتی سرمہ کا نسخہ بہت غور و فکر و احتیاط کے بعد انتخاب کیا ہے۔ جو عمدہ کھرل میں خاص اہتمام کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے۔ اور اپنی خوبیوں کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں خدا کے فضل سے اس قدر قبولیت حاصل کر چکا ہے۔ کہ اب نہ صرف باقاعدہ سرکار سے رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ بلکہ ڈاکٹر لوگ بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں۔ بلاشبہ اس سرمہ پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکماء فریفتہ ہیں۔ ضعف بصر۔ گکرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا ہے۔ اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائینگے۔ قیمت فی تولہ صرف ۲/۸ دو روپے آٹھ آنہ) محصولڈاک علاوہ۔ یہ دیکھنے کیلئے کہ اس سرمہ نے اپنی خوبیوں کے لحاظ سے قلیل عرصہ میں کس قدر شہرت و قبولیت حاصل کر لی ہے۔ اس کے لئے آپ بکثرت شہادتوں میں سے چند شہادتوں کے ملاحظہ سے بخوبی اندازہ لگا سکیں گے۔

ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر محمد صادق صاحب جنرل ہسپتال اکیاب (برہما) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ پہلے بھی آپ کا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے۔ ایک تولہ جلد بذریعہ وی پی بھیج دیں۔

ایک دوسرے ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر بشیری صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی نمبر ا سیکشن لاہور چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ کہ اکثر مریضوں کو آپکا سرمہ استعمال کرایا گیا۔ بلاشبہ یہ سرمہ بہت ہی مفید اور اکسیر چیز ہے۔ دو تولہ اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کی شہادت

جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سابق مبلغ بلاد یورپ و جنرل سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ حال ناظر امور عامہ قادیان لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا موتی سرمہ میں نے گکروں کے واسطے استعمال کیا اور بہت مفید پایا۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب کی شہادت

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ خواتین قادیان اس سرمہ کے متعلق فرماتے ہیں "مدرسۃ الخواتین کی ایک طالبہ کو گکروں کی وجہ سے سخت تکلیف تھی۔ چنانچہ وہ پڑھائی کرنے سے بھی عاجز ہو گئی تھی۔ اس نے آپ کا سرمہ چند روز تک استعمال کیا۔ جس سے اس کو بہت فائدہ ہوا۔ اب وہ باقاعدہ پڑھتی ہے۔ میں یہ اطلاع آپ کو اس لئے دیتا ہوں۔ تاکہ اور لوگ بھی آپ کے سرمہ کی خوبی سے آگاہ ہو کر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

ملنے کا پتہ: مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ۔ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)